SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, July 02, 1999

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifteen minutes past ten in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mir Humayun Khan Marri) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق و المغرب و
لکن البر من امن باللہ و الیوم الاخر و الملکۃ والکتب
والنبین و اتی ا لمال علی حبہ ذوی القربیٰ والیتمیٰ
والمسکین وابن السبیل والسایلین و فی الرقاب و اقام
الصلوۃ و اتی الزکوۃ و الموفون بعھدھم اذا عھدوا
والصبرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولیک
الذین صدقوا واولیک ھم المتقون۔

(البقرہ ۱۷۷)

ترجمہ: نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ

ہے کہ لوگ اللہ پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں اور جب عہد کرلیں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (اللہ سے) ڈرنے والے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی۔

میاں رضا ربانی۔ یہاں پر ایک وزیر بھی موجود نہیں ہے۔ انہوں نے کیا حال کیا ہوا ہے۔ ان کو کل بتایا گیا تھا کہ سندھ اور کارگل کے مسئلے پر بات کرنی ہے، جان بوجھ کر House کو scuttle کرنے کے لئے اور ان دو اہم موضوعات کو زیر بحث نہ لانے کے لئے حکومت کا ایک Minister بھی موجود نہیں ہے۔ جناب! یہ سینیٹ ہے یا انہوں نے اسے اپنا راجواڑہ بنایا ہوا ہے کہ ایک Minister یہاں House میں موجود نہیں ہے۔ Is this the respect they have for the Parliament and the Senate?

(مداخلت)

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب! آپ کو معلوم ہے کہ ایک اہم مسئلے پر بات ہوئی ہے۔ حکومت کی طرف سے کون note کرے گا اور کون جواب دے گا۔ سندھ کا بجٹ اسمبلی کی بجائے press conference کے ذریعے پاس کیا گیا ہے۔

میاں رضا ربانی۔ وہاں انہوں نے کارگل میں گڑبڑ کی ہوئی ہے۔ سندھ میں انہوں نے پوری اسمبلی کو معطل کیا ہوا ہے، سندھ میں انہوں نے آئین کے 14 articles معطل کئے ہیں اور یہاں پر ایک وزیر موجود نہیں ہے۔ سندھ کے ساتھ یہ سلوک کب تک ہوتا رہے گا۔ Sir, kindly adjourn the House and ask the Ministers to come. اس طرح House نہیں چل سکتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میرے خیال میں House کو آدھے گھنٹے کے لئے adjourn کرتے ہیں اور جب Minister صاحبان آئیں---

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! جہاں تک راجہ صاحب کا تعلق ہے، میں عرض کر دوں کہ فاضل ممبر----

(مداخلت)

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ میں صرف راجہ صاحب کی اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ میں کوئی claim نہیں کر رہا۔

(مداخلت)

Mian Raza Rabbani: Sir, he is not a Cabinet Minister, how can he answer on behalf of the Minister.

جناب راجہ صاحب ایک ہیں، باقی پوری کی پوری Cabinet کہاں ہے، 52 members of the Cabinet, where are they? یہ جان بوجھ کر سینٹ کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ جناب اس طرح House نہیں چل سکتا۔ آپ مہربانی کر کے adjourn کریں دس یا پندرہ منٹ کے لئے اور منسٹروں سے کہیں کہ یہاں پہنچیں۔ جناب! آپ House کو adjourn کریں، House میں ایک Minister نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ House کو آدھے گھنٹے کے لئے adjourn کرتے ہیں۔

میاں رضا ربانی۔ جناب! پندرہ منٹ کے لئے کریں کیونکہ آج time ہمارا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اچھا جی، پندرہ منٹ کے لئے۔

[The House then adjourned for 15 minutes.]

[After interval the House reassembled with Mr. Deputy Chairman in the Chair]

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب صداقت علی جتوئی طے شدہ مصروفیات کی بناء پر ایوان میں ۲۸ تا ۳۰ جون شرکت نہیں کر سکے ۔ لہذا انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جناب محمد رفیق رجوانہ نے ذاتی مصرفیات کی بنا پر ایوان سے ۹
۲ اور ۳۰ جون کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔سردار ثناء اللہ زہری نے گزشتہ اجلاس کے دوران ۶ تا ۹ اور حالیہ
مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Mushahid Hussain Syed: Sir, briefing on the Sindh situation to which I have to respond and my apologies for that.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی رضاربانی صاحب ۔

POINT OF ORDER

Re: ABSENCE OF MINISTERS FROM THE HOUSE

Mian Raza Rabbani: Sir, the point is that the honourable Minister is not the only Minister in the Cabinet. First of all the should have got the briefing earlier because Parliament cannot wait No. 1. But for the sake of argument, even if one was to excuse him, because normally he is very regular in the Senate. There is a whole battery of almost 52, 55 Ministers or Minister of State and none of them is present in the Senate. Again today just the honourable Minister is here. Where are the other Ministers? Yesterday also, this was the situation. Sir, you cannot run Parliament and you cannot run the Senate like this. Is this the respect that they have for the Senate? One Minister is sufficient to run the proceedings of the House? Does this happen any where? Where are the Ministers, who are the members of the Senate? The National Assembly has been

started but there is no Minister over there also. They are also waiting for the Ministers. Sir, I mean what are they doing? They are not serious in running this country, they are not serious in running Parliament.

آپ مہربانی کرکے اس پر کوئی observation دیں جناب چیئرمین صاحب۔

Mr. Deputy Chairman: Actually it is a matter of fact, even I told this thing previously

کہ جناب جتنے منسٹر ہیں، جب اجلاس ہو تو انہیں یہاں موجود ہونا چاہیئے ۔ پہلے بھی اور آج بھی میں نے feel کیا ہے ۔ کل بھی feelings کچھ اسی طرح کی تھیں I think so

Mr. Mushahid Hussain Syed: We will ensure that in the future it will be not done. One of the two Senators who are Ministers, Sartaj Aziz is attending a conference and Senator Raja Zafarul Haq is attending another meeting.

Mr. Deputy Chairman: And what about the rest of the Ministers?

Mian Raza Rabbani: Sir, but where is the Law Minister, Law Minister is away on vacation. This is no way, the Parliament is meeting. Sindh situation is there, there is such a big tangle of law. 14 articles of the Constitution are suspended for Sindh and the Law Minister is taking a siesta in London. Is this the seriousness through which the House and the government is to be run? He is sitting there watching the world cup final

اور یہاں پر وہ سندھ سے متعلق چودہ آرٹیکلز معطل کرکے چلے گئے ۔ یہ کوئی طریقہ کار ہے؟

Mr. Deputy Chairman: Yes, you want to say something?

میاں رضا ربانی ۔ جناب سندھ کا بجٹ اسمبلی سے باہر پیش کیا گیا ہے ۔ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے۔ سندھ کے مسئلے پر ہم ایوان میں بات کرنا چاہتے ہیں اور وزیر قانون، جن کا براہ راست اس سے تعلق ہے وہ ملک سے باہر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ چھٹیاں منا رہے ہیں۔ یہاں پر سندھ کے

لوگوں کے آئینی حقوق کو سلب کیا جا رہا ہے اور انہوں نے وہاں پہ وائسرائے کی طرح بیٹھ کر یہاں سے حکم جاری کروا دیا ہے اور کہتے ہیں کہ میں ابھی summer vacation کر رہا ہوں ۔ کمال ہے جناب ۔

جناب مشاہد حسین سید : نہیں ' جناب ادھر بھی بڑی گرمی ہے ۔ وہ کوئی vacationنہیں منا رہے But any way I am here sir.

میاں رضا ربانی : نہیں جناب یہ بیچارے کیا کریں گے۔ میرا مطلب ہے آپ مجھے یہ بتائیں۔

Sir, you are going to see that this is going to be a purely, purely constitutional debate. Mushahid Sahib is very good as far as the political side of the situation is concerned. He will be able to take care of the political side but what about the legal side?

Mr. Mushahid Hussain Syed: I would have a crash course of the Constitution.

میاں رضا ربانی ۔ نہیں مشاہد صاحب ' نہیں ۔ Sir, adjourn the House till Monday, take this debate on till Monday and get somebody here who can answer the constitutional side. Political side کو یہ handle کریں ۔ constitutional side کو وہ ہینڈل کریں۔

Mr. Mushahid Hussain Syed: I would agree with that.

Mr. Deputy Chairman: The House is adjourned to meet again at 4.00 P.M today.

میاں رضا ربانی ۔ Monday کو بلائیں جناب ۔ آج تو جمعہ ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جمعہ کے بعد بھی ہوسکتا ہے ۔

میاں رضا ربانی ۔ آج جمعہ ہے کچھ نہیں ہو سکے گا۔ سوموار تک ہاؤس کو ایڈجرن کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین- چیئرمین صاحب نے prorogation order دے دیا ہے-

Mian Raza Rabbani: Sir, under the rules you are the Chairman.

جناب مشاہد حسین سید- آج debate شروع کردیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین- آج debate شروع کریں گے-

میاں رضا ربانی - جناب آج نہیں، آج debate شروع نہ کریں-

Mr. Deputy Chairman: The House is adjourned to meet again at 4.00 P.M today.

[The House was then adjourned to meet again at 4.00 P.M the same day]

[The House reassembled at 4.10 p.m. after a break with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.]

جناب چیئرمین، اچھا جناب کیا کرنا ہے اب؟

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین! میاں رضا ربانی صاحب آ رہے ہیں، ان کا دو منٹ کا ایک point of order تھا- اس کے بعد we will start on the Sindh situation.

جناب چیئرمین، اب دیکھیں point of order ہو تب نہیں آتے اور اجلاس requisition کرتے ہیں لیکن وقت پر نہیں آتے ہیں- They want the entire House to wait for you. دو وزراء بیٹھے ہوئے ہیں اور رضا صاحب ابھی تک نہیں آئے- جی آ گئے وہ- رضا صاحب آپ وقت پر نہیں آتے، ساری دنیا یہاں انتظار کر رہی ہے- چار بجے سیشن تھا اور اب چار بج کر دس منٹ ہو گئے ہیں- You want the entire House to wait for you. Two ministers are here waiting for you, the Chairman is waiting for you. ساری دنیا بیٹھی ہوئی ہے-

Mian Raza Rabbani: Sir, I apologise. I apologise.

جناب چیئرمین: رضا صاحب کی یہ بات ہے کہ he apologises. اس دن you

know what he said کہ جی دو سال پہلے فلاں بات ہوئی تھی، we apologised. اچھا جناب کیا کرنا ہے اب۔

میاں رضا ربانی: ہاں جناب ایک point of order پہلے کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

Re: BACK CHANNEL DIPLOMACY ON KARGIL ISSUE

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! راجہ صاحب موجود ہیں۔ راجہ صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے توسط سے میں راجہ صاحب کو یہ point out کرانا چاہتا ہوں کہ دو، تین دنوں سے ایک بڑی distressing صورتحال کارگل کے بارے میں سامنے آ رہی ہے اور اس سے ایسے لگ رہا ہے کہ جیسے total confusion ہے اور کسی کو کچھ علم نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔

آپ کو یاد ہوگا جناب کہ پرسوں کے اخبارات میں یہ بات فارن آفس نے کہی تھی کہ جی نیاز نائیک کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے اگلے دن official sources سے اور the honourable Minister for Information بھی موجود ہیں، یہ بات confirm ہوئی کہ جی نیاز نائیک کو بھیجا گیا تھا back door diplomacy یا diplomacy کی Channel-2 کے لئے۔ اس کے بعد کل پھر فارن آفس کا statement چھپا کہ جی نیاز نائیک کا ہمارے سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہمیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے، ہمیں اس کے بارے میں کچھ پتا نہیں ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ تین یا چار کالم کی خبر نیاز نائیک کا بی بی سی کو دیئے گئے انٹرویو کے بارے میں چھپی ہے، جس میں اس نے کہا ہے کہ جی میری وزیراعظم بھارت کے ساتھ بات چیت ہوئی ہے اور میں یہ بات وزیراعظم پاکستان کو بتا رہا ہوں کہ وہ تیار ہیں کہ local level commanders آپس میں بیٹھیں اور بات کریں اور وہ withdrawal کے لئے modalities کو طے کریں۔ اب ایک side پر یہ صورتحال چل رہی ہے جناب اور پھر یہ بات بھی admit ہوئی کہ اس سے پہلے انڈیا کے ایک journalist accompanied by a Director of the Indian Foreign Office یہاں پر آئے اور وزیراعظم کو آکر ملے لاہور میں اور نائیک صاحب went back as a follow through. اب یہ accepted fact ہے جناب کہ track-2 diplomacy ہوتی ہے، اس میں

وہ بات نہیں ہے لیکن بات جو تشویش کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ تمام کے تمام حقائق پارلیمنٹ سے بھی روپوش رکھے جا رہے ہیں اور عوام سے بھی روپوش رکھے جا رہے ہیں اور ایک ایسی confusion کی فضا ہے کہ ایسی important چیز کے اوپر فارن آفس تین دن کے اندر تین متضاد باتیں کہتا ہے۔ ایک دن کہتا ہے نہیں، پھر دوسرے دن کہتا ہے ہاں، پھر تیسرے دن کہتا نہیں۔ what is the government upto. اور وزیراعظم یا حکومت یہ لوگوں کو کارگل کے مسئلے پر کیوں confidence میں نہیں لے رہی۔ I am just winding up, sir, جبکہ ایک طرف internationally isolation میں ہے پاکستان۔ دوسری طرف وہ اپنے لوگوں کو بھی اور پارلیمنٹ کو بھی ساتھ لے کر نہیں چل رہے۔ why is it that the people of Pakistan and Parliament is being kept in the dark. آج ٹھیک ہے Senate is about to be prorogued. اور یہ سندھ کا بھی مسئلہ ہے لیکن ہم آپ کے توسط سے حکومت سے یہ demand کرتے ہیں کہ ایک واضح policy statement حکومت کا اس پوری situation کے اوپر آئے۔ پہلی بات یہ ہے کہ کیا pressures ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان کی isolation کیوں ہے اور تیسری بات یہ کہ کیا کوئی underhand deal حکومت کرنے جا رہی ہے۔ اور اگر کرنے جا رہی ہے تو عوام کو اس کا حق ہے کہ ان کو اس بات کے بارے میں پتا چلے کہ کیا ہو رہا ہے۔

Mr. Chairman: O.K. Raja sahib would you like to respond to this?

راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! پہلی گزارش تو یہ ہے کہ جو یہ کہا جاتا تھا کئی دنوں سے کہ پاکستان isolated ہے، وہ چیز تو واضح ہوگئی ہے کہ چین کی statement وزیراعظم صاحب کے دورے کے بعد جو آئی ہے وہ بڑی reassuring ہے۔ چین نے اپنا ریکارڈ نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس میں اضافہ ہوا کہ وہ اس خطہ کے امن میں نہ صرف دلچسپی رکھتا ہے بلکہ پاکستان کے موقف سے بھی اسے اتفاق ہے۔

اس کے علاوہ جو میں نے پرسوں گزارش کی تھی کہ برکینافاسو میں Foreign Ministers کی کانفرنس ہو رہی ہے۔ اس کانفرنس کا نتیجہ بھی سامنے آگیا ہے کہ بالاتفاق 58 countries اسلامی ممالک کا بلاک جو ہے انہوں نے دونوں چیزوں پر پاکستان کی حمایت کی ہے کہ پاکستان کی یہ خواہش ہے کہ مذاکرات کے ذریعے سے کشمیر کا مسئلہ ہو اور دونوں ممالک کے درمیان یہ جو موجودہ

جو اس خطہ میں جاکر دونوں حکومتوں سے وہاں کے حالات معلوم کرے۔ اب کون مقرر ہوتا ہے۔ tension ہے یہ de-escalate ہو اور یہ بھی کہ کوئی نمائندہ مقرر کیا جائے OIC کی طرف سے اور انڈیا کا کیا ردعمل ہوتا ہے وہ الگ چیز ہے، وہ آئیندہ کی بات ہے، پہلی چیز تو یہ ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ ان حالات میں جبکہ یہ کئی ہفتوں سے سلسلہ چل رہا ہے تو یقیناً بیشمار ممالک ایسے ہیں جن کو دلچسپی ہے اس بات کی کہ یہ معاملہ پر امن طریقے سے حل ہو اور وہ دباؤ کے طور پر نہیں بلکہ وہ اس لحاظ سے دونوں ممالک کو restraint کے لئے کہہ رہے ہیں کہ یہ situation aggravate نہ ہو اور یہ کوئی full scale war یا اس قسم کی کوئی چیز پیدا نہ ہو جائے۔

پاکستان کا موقف بالکل واضح ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ ہم امن کے لئے کوشاں رہیں گے، امن کی کوشش کریں گے اور اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ یہ معاملہ زیادہ آگے نہ بڑھے۔ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجائی جاسکتی۔ اس کے لئے دونوں فریقوں کو اس بات کا احساس کرنا ضروری ہے۔ اب آپ کو یہ بھی علم ہے کہ پاکستان انڈیا کے درمیان جب بہت حالات خراب بھی ہوتے ہیں تو پھر بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو goodwill کے طور پر groups کی شکل میں پاکستان آتے رہے ہیں اور پاکستان سے انڈیا جاتے رہے ہیں۔ وہ گروپ وہاں کے ذمہ دار لوگوں سے ملتے بھی رہے ہیں اور وہ اس بات کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ informal طریقے سے ان معاملات پر غور و فکر کیا جائے۔ یہ ایک اچھی کوشش ہوتی ہے اور حکومتیں اس کو نہ نظرانداز کرتی ہیں اور نہ اس میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔ بالخصوص وہ حکومتیں جو چاہتی ہیں کہ معاملات درست ہوں۔ اس لحاظ سے اگر نیاز نائیک صاحب وہاں گئے ہیں جو اس سے پہلے بھی جاتے رہے ہیں اور وہاں سے وہ صاحب تشریف لائے ہیں جو پہلے بھی پاکستان آتے رہے ہیں تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے بلکہ یہ ایک اچھا sign ہے اچھا signal ہے کہ کچھ لوگ ہیں انڈیا میں سے اور پاکستان میں سے جو حالات کشیدہ ہونے کے باوجود زیادہ کوشش کر رہے ہیں کہ ایسا معاملہ نہ ہو۔ یہ realisation دونوں ممالک کے اندر ویسے بھی موجود ہے کہ اس معاملہ کو، ایک bush fire کو bush fire تک ہی رہنے دیا جائے اور یہ جنگل کی آگ نہ بنے، زیادہ نہ پھیلے تاکہ اس سے تباہی نہ ہو۔ اس لئے جب فارن آفس نے یہ کہا ہے کہ جی ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تو واقعی وہ کوئی فارن آفس کے یا حکومت پاکستان کے نمائندے بن کر نہیں گئے تھے اور یہ بات نیاز نائیک

صاحب نے خود بھی کہی ہے' بی بی سی پر میں نے ان کا یہ statement خود سنا ہے' ان کے الفاظ میں recorded سنا ہے۔

اس لحاظ سے اس میں نہ کوئی پالیسی میں confusion ہے' نہ حالات میں confusion ہے۔ امن کے لئے حالات کو مزید بگڑنے سے روکنے کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ میں صرف یہی گزارش کرنا چاہتا تھا۔

میاں رضا ربانی: جناب اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب فارن پالیسی بھی privatize ہوگئی ہے۔

جناب چیئرمین: بہرحال اگر ہماری ہوئی ہے تو ان کی بھی ہوئی ہے کیونکہ ان کا بھی آدمی آیا تھا۔

میاں رضا ربانی: لیکن جناب بیان تو انہوں نے دیا ہے کہ یہ بات طے ہوگئی ہے کہ withdrawal ہوگا اور local commanders ملیں گے اور آج کے اخبار میں بی سی سی کی رپورٹ یہ ہے کہ ان کی proposal پر غور ہو گا۔

راجہ محمد ظفر الحق: نہ کوئی معاملہ طے ہوا ہے اور نہ ہی ان کے کہنے پر کوئی بی سی سی کی رپورٹ ملی ہے۔ اس میں اس حد تک جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

Mr. Chairman: O.K. Let us go to the Sindh situation now.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب ایک اور گزارش ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب فرمائیے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: ایک تو چیئرمین صاحب یہ کہ کوئی یہاں اساتذہ کرام ہیں۔ یہ کوئی سترہ کے قریب ہیں' آج ان کو termination کا نوٹس دیا گیا ہے۔ میں ان کی خدمت میں اس انسانی مسئلہ کو لانا چاہتا ہوں کہ ان کو بیروزگار نہ کیا جائے' ایک تو یہ تھا۔

دوسرا یہ جناب کہ یہ جو پولیس والے ہیں۔ سندھ اور پنجاب میں ان کی تنخواہوں میں ایک ہزار روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ تو کیوں نہ بلوچستان اور پختونخواہ کے جو پولیس والے ہیں ان کی تنخواہیں بھی بڑھا دی جائیں۔

جناب چیئرمین ، اس کا تعلق Federal Government سے نہیں ہے۔ آپ بڑھانا چاہتے ہیں، صوبائی حکومتیں اگر بڑھانا چاہتی ہیں تو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ، اسلام آباد پولیس کا تعلق تو ان سے ہے۔ اسلام آباد پولیس والے جو اٹھارہ اٹھارہ، بیس بیس گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں ان کا تو کم از کم ایک ہزار روپیہ بڑھایا جائے۔ یہ یہاں بیچارے کام کرتے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے جناب کہ تین، چار ہزار پی آئی اے کے ملازمین ڈیلی ویجز پر ہیں۔ میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا وہ لوگ جو contract basis پر ہیں جناب چھ چھ، آٹھ آٹھ سالوں سے، وہ بیچارے ہر وقت فریاد کرتے ہیں، ان کے لئے بھی کوئی راستہ نکالیں۔ ان کو absorb کریں، ان کو adjust کریں۔

جناب چیئرمین ، جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو انہیں یہ بھی کہا کریں کہ آپ کے یہ مطالبات بالکل جائز ہیں ، مہنگائی ہے، تنخواہ بڑھنی چاہیئے۔ لیکن ساتھ ساتھ اپنی efficiency بھی بڑھائیں۔ یعنی فرق یہ ہوتا ہے کہ اگر آپ پی آئی اے کی فلائٹ پر جائیں تو ایئر ہوسٹیسز کا بھی منہ بنا ہوتا ہے۔ ہر کوئی محسوس کرتا ہے کہ ہمارے اوپر بوجھ ہے جی کہ مہمان آگئے ہیں۔ اگر کسی اور ایئر لائن پہ جائیں تو وہ ہنس کر ملتے ہیں۔ کسی چیز کی آپ کو ضرورت ہے، پانی کی ضرورت ہو تو وہ لا کر آپ کو دیتے ہیں تو attitude کا problem ہے پی آئی اے میں۔ They should improve their attitude, their courtesy, their efficiency and we are with them as far as this is concerned. کہ بھئی مہنگائی کا زمانہ ہے تنخواہ بڑھنی چاہیئے لیکن ان کو اپنا attitude improve کرنا چاہیئے، discipline بہتر کرنا چاہیئے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ وہاں کی air hostess ، اگر غسلخانہ گندہ ہوتا ہے تو وہ بھی جا کر صاف کرتی ہے۔ یہاں ہمارے کبھی ایسا نہیں کرتے۔ ہم تو افسر ہیں، گریڈ فلاں کے افسر ہیں، یہ تو وہاں سے sweeper منگوایا جائے وہ صاف کرے گا۔ تو جناب یہ اگر حالات ہوں تو پھر ہماری ایئر لائن کا جو حال ہو گا سو ہو گا، پہلی چیز تو یہ ہوتی ہے کہ جب جہاز کے اندر جائیں تو ایک خاص قسم کی بدبو آنی شروع ہو جاتی ہے۔ مجھے آنکھیں بند کر کے بھی آپ لے جائیں جہاز میں تو میں آپ کو بتا دوں گا کہ یہ پی آئی اے کا جہاز ہے۔ اس میں ایک خاص قسم کی بدبو ہوتی ہے۔ انہیں یہ بھی بتائیں، باقی

ہم ان کے ساتھ ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : جناب والا! آخری بات کہ initial pay پر ملازمین کی جو تنخواہ بڑھائی گئی ہے، اس کو running پر بڑھائیں۔ اب دیکھیں ایک آدمی کی 25 سال کی نوکری ہے۔ اس کا اڑھائی سو روپے بنتا ہے، جو آج بھرتی ہوا ہے اس کا بھی اڑھائی سو بنتا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ ملازمین کی تنخواہوں میں جو اضافہ کیا گیا ہے پچیس فیصد وہ ان کی running تنخواہ کے مطابق بڑھایا جائے تاکہ جن کی پچیس پچیس سال نوکری ہو چکی ہے، ان کو کوئی فائدہ بھی ہو۔ چھوٹے ملازمین ہیں، اگر یہ ایسا کرتے ہیں تو ان کی کچھ بہتری ہو گی۔

راجہ محمد ظفر الحق : جناب چیئرمین! پی آئی اے والوں کو یہ بھی سفارش کرنی چاہیئے کہ وہ جو سلوک ڈاکٹر صاحب سے کرتے ہیں وہ باقی مسافروں کے ساتھ بھی کریں۔

جناب چیئرمین: جی نسرین جلیل صاحبہ۔

بیگم نسرین جلیل: جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہ رہی ہوں کہ کل رات ہمارے ایک اور کارکن کو ماورائے عدالت شہید کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ ماورائے عدالت کیا ہوتا ہے، قتل، قتل ہوتا ہے چاہے ماورائے ہو یا ویسے ہو۔ یہ کچھ بھی ہو، قتل، قتل ہوتا ہے۔

بیگم نسرین جلیل : جی یہ قتل کیا گیا ہے اور یہ قتل حکومت کی ایماء پر قتل ہوا ہے۔ وقار نامی 22 سالہ بچہ جو کہ بیٹھا ہوا تھا، سادے کپڑوں میں لوگ آئے اور اس کو گولی مار دی۔ جبکہ خرم اے ایس آئی، جس کا تعلق فریئر پولیس سٹیشن سے ہے، وہ باقاعدہ یہ کہتا رہا تھا کہ ہم اس کو نہیں چھوڑیں گے، ہم اس کو ماریں گے۔ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے، آپ کے علم میں ہے کہ یہاں پر بارہا اس بات کو دہرایا گیا، گیارہ قتل یا ماورائے عدالت قتل، آپ تو دونوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں تو ٹھیک ہے، اس لئے شاید حکومت اس کا جواب دینا بھی مناسب نہیں سمجھتی کہ مر گئے تو مر گئے، ٹھیک ہے۔ کس نے مارا؟ اگر حکومت خود قانون کو ہاتھ میں لے گی تو ہم کس سے فریاد کریں گے، کس کے پاس جائیں گے، گیارہواں جو قتل ہوا تھا، جس کے بارے میں آفتاب شیخ نے یہاں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی، اس کا نام شفیق تھا۔ MLO، میڈیکل لیگل آفیسر جو کہ سول ہسپتال کا ہے، ارشاد راجپوت، اس کی پوسٹ مارٹم رپورٹ میں لکھا گیا کہ شفیق کو torture کر

کے ہلاک کیا گیا ہے۔ چند روز کے بعد چند لوگوں نے آ کر مارا پیٹا اور زخمی کیا۔ جناب چیئرمین! یہ تو حال ہے ۔ اس کی صرف وجہ یہ ہے کہ جو لوگ اس اقدام قتل میں ملوث ہوتے ہیں یا کرتے ہیں' ان کو پکڑا نہیں جاتا' ان کو سزا نہیں دی جا رہی۔ یہاں پر کوئی نہیں ہے جو ہمیں اس بات کا جواب دے کہ جو لوگ اس میں ملوث ہیں' جو افسران ہیں پولیس کے' ان کو آج تک انہی پوسٹوں پر کیوں رکھا جا رہا ہے' وہ آج تک ان پوسٹوں پر کس طرح سے موجود ہیں' ان کے خلاف کوئی ایکشن کیوں نہیں لیا گیا؟

جناب چیئرمین: جی راجہ صاحب you want to respond to this

راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! انہوں نے جو نام دیا ہے' میں اس کا پتا کرتا ہوں۔

بیگم نسرین جلیل: جناب چیئرمین! ہر دفعہ یہی جواب ہوتا ہے' راجہ صاحب is not interested may be.

جناب چیئرمین: نہیں ایسی کیا بات ہے اس معاملے میں تو ہر پاکستانی شہری interested ہے تو راجہ صاحب کیوں نہیں ہوں گے۔ جی زاہد خان صاحب۔

Re: CRITICISM ON POLITICIANS IN A COLUMN FROM A JOURNALIST

جناب محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ خوش قسمتی سے انفارمیشن منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ نذیر ناجی جو کہ "سویرے سویرے" کے نام سے ایک کالم لکھتا ہے۔ اس وقت چیئرمین اکادمی ادبیات ہے اور حکومت کا نوکر ہے۔ اس ملک کی بدبختی ہے کہ ہم لوگ جب اپوزیشن میں ہوتے ہیں تو حکمرانوں کے لئے غدار ہیں۔ ہم محب وطن نہیں ہوتے یا کافر ہوتے ہیں' لیکن جب اپوزیشن میں ہم ان کے ساتھ ہوتے ہیں تو سب سے پہلے ہماری صفائی پیش کرتے ہیں کہ نہیں جی دنیا میں ان سے زیادہ محب وطن کوئی ہے ہی نہیں۔ حالانکہ اس شخص کے بارے میں ' میں ذاتی طور پر اتنا جانتا ہوں کہ جب پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف تحریک نجات چلی اور مسلم لیگ اس حکومت کی تاب نہ لا سکی' مقابلہ نہ کرسکی تو یہ لوگ ہماری بہت زیادہ تعریفیں کرتے تھے اور اس میں یہ پیش پیش تھا۔

جناب والا! یہ وہ شخص ہے کہ جو رائے ونڈ کا نوکر ہے، ابا جی کا نوکر ہے اور ابا جی نے پھر اس کو یہاں پر ملازم رکھا ہے۔ جناب والا! میں اگر اس کو سارا پڑھوں تو یہ بہت لمبا ہے۔

جناب چیئرمین: کیا فائدہ ہے اس کے پڑھنے کا، اگر کوئی غلط چیز لکھی ہے اس نے تو اس کو پڑھ کر مزید تشہیر کیوں کر رہے ہیں۔ just ignore it.

جناب محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! مسئلہ یہی ہے کہ اس نے ہمارے متعلق لکھا ہے۔ پشتو میں ہم لوگ کہتے ہیں کہ جو قتل کرنے والے ہوتے ہیں، جو پیسے لیتے ہیں، ہم اس کو نہیں پکڑتے۔ جو اس کے پیچھے بیٹھے ہوتے ہیں، ہم اس کی بات کرتے ہیں۔ اجرتی قاتل کو ہم کچھ نہیں کہتے۔ موجودہ حالات میں ملکی سرحدوں پر حالات کس طرف جا رہے ہیں یا ان لوگوں نے پہلے مشرقی پاکستان کو الگ کرتے وقت کیا ایسی باتیں نہیں کی ہیں۔ مشرقی پاکستان کو الگ کرنے والے یہ مسلم لیگی ہیں۔ اس وقت بھی یہی باتیں کی جاتی تھیں، اب اس وقت چونکہ یہ ایسی بات ہے تو ہمیں گالی دے کر یہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔ کیا یہ حکومت کا ملازم نہیں ہے، قوم سے تنخواہ لے رہے ہیں، کیا یہ ان سے نہیں پوچھ سکتے ہیں۔ کیا یہ ان کو نہیں کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت ملک کے کیا حالات ہیں کہ تم جو یہ کر رہے ہو؟

اس وقت اپوزیشن والے حکومت کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کر کے، سرحدوں کے حالات کی خاطر، ان کے شانہ بشانہ چل رہے ہیں، دوسری طرف وہ ان لوگوں سے ہمیں گالیاں دلوا رہے ہیں۔ جناب! اس سے ہماری پارٹی اے این پی کے parliamentarians کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کو فوراً وہاں سے نکلوا دیں۔ اگر اس کو شوق ہے تو وہ اپنا شوق پورا کرے لیکن پھر وہ حکومت کی نوکری چھوڑ دے، کیونکہ اس میں ہمارا بھی حصہ ہے، کیونکہ یہ قوم کا خزانہ ہے، جس سے وہ تنخواہ لیتا ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح پنجاب کو یہ حکمران بدنام کر رہے ہیں، اسے چھوٹے صوبوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ چھوٹے صوبوں کو رائلٹی نہیں مل رہی ہے۔ سندھ میں گورنر رول نافذ کیا ہوا ہے۔ ہر صوبے میں انہوں نے انا کا مسئلہ بنایا ہوا ہے اور صرف پنجاب کو ان لوگوں کی وجہ سے ہزیمت اٹھانی پڑ رہی ہے۔

اس وقت پوری فیڈریشن میں جتنی بھی key posts ہیں ان پر سارے پنجاب کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ چھوٹے صوبوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ کل ہم فارن منسٹر سے سوال

پوچھ رہے تھے تو کسی سوال کا جواب ہی نہیں آ رہا تھا۔ کیا یہ ملک پنجاب ہے' پاکستان پنجاب ہے اور پنجاب پاکستان ہے۔ کیا باقی چھوٹے صوبوں کے حقوق بھی ہیں' اگر نہیں ہیں' تو اگر یہ ایسے حالات پیدا کرنا چاہتے ہیں تو پھر اللہ ہی حافظ ہے ۔ان لوگوں کو میرے خیال میں اس راستے پر جانا ہے کہ یہ ملک نہ رہے اور یہ ایک پنجاب یعنی وہی سکھ والا مسئلہ پھر شروع کر دیں تو بے شک کر دیں۔ ہمیں اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن ہم ان کو یہ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو جو صبح اور شام ان کی نوکریاں کرتے ہیں' جن کے پاس کل روٹی کے لئے پیسے نہیں تھے' آج وہ اپنی بیٹی کی شادی PC میں کرواتا ہے تو اس سے پوچھیں کہ یہ پیسہ اس کے پاس کہاں سے آیا ہے۔ یہ قوم اور ملک کو کس طرح سے لوٹا جا رہا ہے۔ دوسروں کو تو چور کہتے ہو' خود جو چوریاں کر رہے ہو' اس کا کیا کرو گے۔ جن کی زبانیں آج تم کاٹ رہے ہو' کل تمہاری زبان بھی کٹے گی کیونکہ تم بھی انہی نسبتوں پر چل رہے ہو' اگر انہوں نے چوری کی تو تم لوگ بھی کر رہے ہو لیکن ساتھ ساتھ انہوں نے اس ملک کو تباہ تو نہیں کیا' تم لوگ تو اس ملک کو ٹکڑے کروانا چاہتے ہو۔ صوبوں کی رائلٹی نہیں دے رہے ہو۔ ہمارے صوبوں کے بجٹ پاس نہیں ہو رہے ہیں۔ سندھ کے ساتھ جو سلوک تم کر رہے ہو' خدانخواستہ کل اس کا کیا بنے گا۔ یہ سب سمجھتے ہوئے موجودہ حکمران غلط حرکتیں کر رہے ہیں۔ ملک کو اس سے بہت بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔لہذا' ایسے لوگوں کا ازالہ کرنا چاہیئے اور اگر ایسا نہیں کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ پھر خوشی سے کرتے رہو۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی جناب اجمل خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ میں تو کافی دیر سے نیچے بیٹھا ہوا تھا ۔ یہاں پر دیر سے آنے کی وجہ سے آپ کی اور راجہ صاحب کی کچھ باتیں سن سکا' کچھ نہیں سن سکا۔ اس وقت بھی میں دو فقرے کہنا چاہ رہا تھا لیکن میں سوچ رہا تھا کہ آپ نے صحیح کہا کہ امن چاہیئے۔ ہم تو جنگ جیسی بھی ہو' جس طرح کی بھی ہو' جنگ کے نام سے' جنگ کے کام سے' جنگ کی کسی صورت سے' وہ کسی نام سے بھی ہو' خون ریزی کے مخالف ہیں۔ امن کی ہر کوشش کی ہم تائید کرتے ہیں اور اس کا ساتھ دیتے ہیں۔

اس سلسلہ میں آپ نے دوسرا فقرہ کہا کہ حالات کو بگاڑنے سے روکنے کا صحیح طریقہ ہے۔ ہم جب اپنے معاشرے میں بڑے قضیوں کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس کے لئے مختلف

ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ میں اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتا ہوں۔ اگر حکومت یہ کوشش کسی طرح بھی کر رہی ہے کہ جنگ نہ ہو، امن ہو تو ہم ان کوششوں کی تائید کرتے ہیں اور یہ جاری رہنی چاہیئیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کوششوں کی بنیاد اور رخ کس سمت ہے گو کہ ماضی میں جو کوششیں کی گئی ہیں مثلاً شملہ معاہدہ اس کے بعد Lahore declaration ان بنیادوں کو ختم کرنا، ان کو نظر انداز کرنا، ہم سمجھتے ہیں کہ صحیح نہیں ہے۔ ان بنیادوں کو آگے بڑھاتے ہوئے، ان معاہدات کو آگے بڑھاتے ہوئے، پروقار مصلحت کی کوشش کی جائے۔ اگر اس طرح ہو تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کوششیں اور یہ سب صحیح سمت جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ان کوششوں اور صحیح سمت بڑھنے کی کوششوں کے عمل میں ایک چیز اور بھی مزید ہم سمجھتے ہیں کہ ملک کے تعصبی حالات کو نظر انداز نہ کیا جائے کیونکہ یہ کسی طرح حل نہیں ہو سکتا کہ گھر کی یہ حالت ہو------، اس کا ذکر سب لوگوں نے کیا ہے تو پھر بھی میں کہوں کہ ہمارے ہاں ایک قاعدہ ہے کہ بڑے بڑے ان جیسے سینکڑوں قتل، بدنامیاں جب مقابلے کا وقت آتا ہے تو ہر طرف---------

جناب چیئرمین۔ تیگا۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ اس کے معنی یہ نہیں۔ "تیگا" کے معنی یہ نہیں کہ ہماری دشمنیاں ختم ہو گئیں بلکہ جب تک دشمن ہے، اس کا مقابلہ ہے، مورچہ ہے۔ میں آپ کو عملاً بتاؤں کہ ہمارا گاؤں دریا کے کنارے ہے۔ جب ہم بچے تھے تو اس وقت ایک کشتی چلتی تھی اور دریا میں بہت طغیانی ہوتی تھی تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک دوسرے کے باپ کے قاتل اور بدناموں کے مجرم ایک کشتی میں ہوتے تھے۔ جب کشتی پار لگ جاتی تھی تو گھر تک پہنچنے، مسجد تک پہنچنے، حجرے تک پہنچنے کا راستہ پرامن ہوتا تھا کیونکہ بڑا خطرہ تھا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بہت بڑا خطرہ ہے چھوٹا نہیں ہے۔ اس کی خاطر تلخیاں نہ بڑھائی جائیں۔

یہ صوبوں میں جو کچھ ہو رہا ہے، یہ سندھ میں جو کچھ ہوا اس پر کافی حد تک کہا گیا ہے یا ملک میں یا بلوچستان میں ہو رہا ہے۔ یہ تلخیاں اس وقت ختم کی جائیں، لوگوں کو مطمئن کیا جائے۔ ان کو ایسے حالات میں بڑھانا---- نہ معلوم کیا ارادے ہیں۔ ہم امن چاہتے ہیں، خوشگوار فضا چاہتے ہیں، اس لئے تلخ الفاظ کے استعمال سے بھی میں گریز کروں گا لیکن یہ جو حرکت اس طرف سے ہے، یہ آبادی کی نہیں، تباہی کی ہے۔ خصوصاً اپوزیشن کے ساتھ، اپوزیشن کے معنی صاف

جاتے ہیں، اپوزیشن کی وہاں لیڈر بے نظیر ہے، یہاں ہم ہیں، آپ ہیں۔ ان کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ اگر مفاہمت نہیں ہو سکتی تو کم از کم مزید حملے اور مزید زخموں پر نمک چھڑکنے کی باتیں ختم ہونی چاہئیں۔ تو اسی طرح اگر یہ کوششیں اور امن کا عمل ، مصلحت کی کوشش کامیاب ہو، اگر ہو، خدا کرے کہ ہو، یہ پائیدار بھی ہو سکتا ہے اور ملک کے مستقبل کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔

دوسرا نکتہ جو زاہد نے اٹھایا وہ مختصر ہے، اس پر بہت کچھ بھی کہا جا سکتا ہے لیکن ایک ملازم وہ ملازم ہے ناجی وہ کبھی صحافی بھی تھا لیکن بہت بڑے صحافی اس ملک میں موجود ہیں، وہ اپنے آپ کو اہل قلم بھی کہتا ہے، شاعر بھی کہتا ہو گا، کوشش ہے ادیب اور شاعر کی ، میں ذاتی طور پر جانتا ہوں، ان کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ وہ ہمارے وزیر اعظم کے گھر میں ایک نوکر کی طرح تھا خیر وہ وزیر اعظم صاحب سمجھیں، ناجی سمجھے، اس وقت وہ بات نہیں ہے، اس طرح بہت کچھ ہو رہا ہے لیکن اس کو کیا حق تھا کہ ملک کی اس پارٹی ، ان لوگوں کے متعلق جن کی وہ تعریفیں کرتا تھا اس گھر میں ،مثال کے طور پر میں اور میرے ساتھی تو ہمارا گناہ یہ ہے کہ ہمارا اس گھر کے ساتھ اختلاف ہوگیا اور اختلاف کا نتیجہ یہ کہ ناجی وہاں بیٹھ کر ادبیات کا--- میں اس کی ذات کے بارے میں کچھ کہنا اپنی بےعزتی سمجھتا ہوں کیونکہ الحمد للہ پاکستان بھر کے ادیبوں شاعروں اور صحافیوں میں جانا پہچانا ہوں اور میرا ایک چھوٹا سا سہی لیکن مقام ہے، میں ایسےشخص کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں کہتا۔ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کو یہ جرأت نہیں ہوسکتی تھی، اگر جرأت ہو بھی تو ایک ایسی پارٹی جو ملک گیر پارٹی ہے اور جس کی تاریخ ہے اس کے متعلق ایسے کالم نہیں لکھنے چاہیئے تھے جو اس نے لکھے ہیں ۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ نہیں لکھ سکتا تھا جب تک اس کو اشیر باد حاصل نہ ہو ، اشیر باد کے تحت اس نے یہ لکھے ۔ جیسے زاہد نے کہا ، جیسے کل قومی اسمبلی میں کہا گیا اور ہمیں خوشی ہے کہ قومی اسمبلی میں مسلم لیگ کے کچھ ساتھیوں نے بھی ہماری آواز میں اپنی آواز ملائی ، ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت خصوصاً ہمارے محترم ساتھی میری باتوں کو سمجھتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ مشاہدحسین مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ کیا ہے ، اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے زخموں پر نمک نہ چھڑکا جائے اور اس کو وہاں رکھا جائے ۔ اس نے جو کچھ کیا ہے اگر اس پر لکھنا، کہنا یا بتانا شروع کریں تو وہ کیا کچھ کریں گے ۔ اس لئے اس کے وہاں رہنے یا اس کو سزا نہ دینے کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کو

سرپرستی حاصل ہے ۔ باقی باتیں چھوڑ دیتا ہوں ۔ اس لئے یہ نکتہ جو زاہد خان صاحب نے اٹھایا ہے ' یہ سادہ نکتہ نہیں ہے ۔ ایک ایسا شخص جو ان کے گھر کا ملازم ہے ' وہ ان کی مرضی کے بغیر ایک لفظ نہیں کہہ سکتا اور جو ہماری قابل ترین شخصیات یہاں موجود ہیں ان کا مجھے معلوم ہے کہ اگر پلڑے میں ڈالا جائے تو قدر و قیمت اور وزن کس کا ہے اور پذیرائی کس کی ہے ۔ یہ ذاتی باتیں میں نہیں کرنا چاہتا ۔ ہم سب نے اس کو محسوس کیا ہے اور ہمارے دل پر زخم ہے ۔ اس کو سزا نہ دینے کے معنی یہ ہیں کہ ہم جو باتیں کرتے ہیں ' یہ ہمارے زخم ہیں ' ان کا احساس کسی کو نہیں ہے' نہ ہو ' نہ ہم شکوہ کرتے ہیں نہ گلہ۔ صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم اس قوم کے ہیں' یہ ملک ہمارا ہے ' قوم ہماری ہے ' اس کا آج ہمارا ہے ' اس کا کل ہمارا ہے.' اس کا ادب ہمارا ہے ' صحافت ہماری ہے ' شاعری ہماری ہے ' کلچر ہمارا ہے ' ایسے لوگوں کو یہ موقع دینا کہ ہمارے خلاف اتنا کچھ لکھے ' ہم یہ برداشت نہیں کریں گے ۔ شکریہ۔

جناب مشاہد حسین سید۔ آزادی صحافت ہے اور یہ ٹھیک ہے کہ آزادی رائے سب کا حق ہے لیکن اگر کوئی تنقید کرتا ہے تو وہ تہذیب کے دائرے میں ہونی چاہیئے اور ہم اس کی کوئی ذمہ داری نہیں لیتے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اشیرباد والی بات بالکل غلط ہے ۔ وہ این او سی لے کر نہیں لکھتے ' وہ خود اپنے حوالے سے لکھتے ہیں لیکن میں یہ reiterate کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب سیاسی شخصیات کا احترام کرتے ہیں' سیاسی جماعتوں کا احترام کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ جو بھی تنقید کرے ' چاہے وہ کالم نویس ہو یا جو بھی ہو' وہ within the norms of decency کرے۔

جناب محمد زاہد خان۔ ہم نے آزادی صحافت کی بات نہیں کی ' ہم نے صرف یہ بات کی ہے کہ وہ ملازم ہے ۔ کیا وہ ملازم نہیں ہے ' کیا وہ حکومت سے تنخواہ نہیں لے رہے ۔ وہ تنخواہ وہاں سے لینی چھوڑ دے پھر آ جائے ' بے شک لکھے ' اور بھی بہت لوگ ہمارے متعلق لکھتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہمیں اعتراض صرف اس پر ہے کہ وہ اس وقت حکومت کا ملازم ہے ' اگر آپ ایکشن نہیں لیتے تو اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ پھر ہم تحریک استحقاق پیش کریں گے اور ہم اس کو بلائیں گے لیکن مشاہد حسین صاحب بات کو گول نہ کریں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ صرف ملازم نہیں ہے ، ہم جانتے ہیں کہ اور کیا کچھ ہے ۔ اس لئے اس بحث میں پڑنے کی بجائے یہ لوگ یہ محسوس کریں کہ ہم کیا کہنا چاہتے ہیں ، کس جذبے سے کہنا چاہتے ہیں۔

جناب مشاہد حسین سید ؛ جب میں " مسلم " اخبار کا ایڈیٹر تھا تو ۱۹۸۵ء میں کابل گیا تھا۔ میں نے ان کے بڑے زبردست انٹرویو کئے تھے۔ بڑی اچھی باتیں انہوں نے کی تھیں۔

جناب چیئرمین ، میرا خیال ہے اب آگے چلیں۔ جی خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک ، ہم پارلیمنٹ کے خلاف نہیں ہیں۔ صحافیوں کے خلاف نہیں ہیں۔ بہت کچھ لکھا گیا۔ ایک مسلمان پاکستانی ہوتے ہوئے میرے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے اس کو میں زندگی بھر نہیں بھولوں گا لیکن اس پر بھی ہم نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص ملازم ہے۔ صرف ملازم نہیں اس کو اشیر باد حاصل ہے۔ اگر نہیں تو اس کو سزا ملنی چاہیئے۔ ملازم تو ہے ہی ۔ نوکر تو ہے ہی۔ اس کے علاوہ گھر کا ملازم ہے۔ اس گھر کا ملازم ہے۔ اس سلسلے میں ، میں نے محترم وزیر اعظم کے ساتھ ان کی قابلیت کی باتیں کی ہیں۔ آج بھی اگر اپنی حیثیت کا خیال نہ رکھوں تو یہ بتا سکتا ہوں کہ صحافیوں کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف یہ کہنا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ یہ اس کا جواب نہیں ہے۔ اگر آپ تسلی کرنا چاہتے ہیں ، ہمارے جذبے کی قدر کرنا چاہتے ہیں ، ہماری بات کو سمجھنے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس وقت وہ سزا ملنی چاہیئے کہ یہ ثابت ہو جائے کہ کسی کا پروردہ نہیں ہے اور اس نے کسی کے اشارے پر یہ حرکت نہیں کی۔

جناب مشاہد حسین سید ، یہ میں واضح کردوں کہ میں کسی کے اشارے پر کچھ نہیں لکھتا۔ جو بھی لکھا ہے میں نے خود لکھا ہے۔

جناب چیئرمین ؛ جی زاہد خان صاحب۔

جناب محمد زاہد خان ، مشاہد حسین صاحب بات ادھر اُدھر کر رہے ہیں۔ یہ شخص ملازم ہے۔ حکومت پاکستان کے ہوتے ہوئے ، میاں صاحب کے ہوتے ہوئے ، رائے ونڈ کے ہوتے ہوئے۔ دیکھیں آپ ان لوگوں کو یہ باتیں کہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں یہ دیکھیں۔ اب جو بات کھلی ہے وہ یہ ہے کہ ملازم ہیں لیکن انہوں نے ذاتی طور پر لکھا ہے۔ حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حکومت بے حد احترام کرتی ہے۔

جناب محمد زاہد خان، جناب چیئرمین! پھر کیا سرکاری ملازم سیاست میں ملوث ہو سکتا ہے؟

جناب چیئرمین : نہیں ہو سکتا ہے۔ تو پھر آپ اس کے خلاف کارروائی کریں ناں۔

جناب محمد زاہد خان، تو اس کے خلاف پھر ایکشن کیوں نہیں لیتے؟

جناب چیئرمین : بھئی نہیں لیتے تو میں کیا کروں۔ سوال یہ ہے کہ آپ نے پوائنٹ اٹھا دیا۔ ہمارا کام یہ ہوتا ہے کہ پوائنٹ اٹھانا اور بحث کرنا۔ جھگڑا کرنا تو نہیں ہے یعنی آپ نے بات کر دی اور انہوں نے جواب دے دیا۔ بات آپ کی ریکارڈ پر آ گئی ہے۔ پبلک نے سن لی ہے۔ بات ہو گئی ہے۔ اب آگے چلیں۔

جناب محمد زاہد خان، میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت والے کا آدمی ہے حکومت ایکشن لے۔ پھر یہ نہ کہیں کہ ہمارا آدمی نہیں ہے۔ تو پھر یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ ان کا آدمی ہے اس لئے اس کے خلاف ایکشن نہیں لے سکتے ہیں۔ ورنہ سرکاری ملازم کے بارے میں آئین میں ہے کہ وہ سیاست میں حصہ نہیں لے سکتا ہے اور اگر اجازت ہے تو پھر سب کو اجازت دے دیں۔ اگر اجازت نہیں ہے تو پھر وہ غلط کر رہا ہے اور اگر آپ نہیں مانتے تو پھر تو زور کی بات کسی نے نہیں کی ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے لیکن مانیں کہ آپ کا ملازم ہے اور آپ کے اشارے پر یہ سب کچھ کر رہا ہے۔ یہ آپ مان لیں۔

جناب چیئرمین : نہیں وہ مانتے ہیں کہ حکومت کا ملازم ہے لیکن اشارے والی بات کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس نے ذاتی حیثیت سے لکھا ہے۔ ہماری حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب محمد زاہد خان، کیا حکومت اس کے خلاف discipline کے تحت کارروائی نہیں کر سکتی؟ اگر کر سکتی ہے تو پھر کیوں نہیں کرتی۔

جناب چیئرمین : جی خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک: ہم تو نہایت احتیاط کرتے ہیں۔ آج کے حالات کے بارے میں اور کیا کہوں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ وہ سب کچھ سامنے آجائے تو ہم وہ بھی پیش کریں گے اور سب کچھ کہیں گے جو ہمیں معلوم ہے لیکن میں پھر کہوں گا کہ میری بات کو جو سمجھتے ہیں وہ ہمارے جذبات کی قدر کریں اور اس شخص کے خلاف کارروائی کریں۔ اس کا کام صرف یہ ہے کہ دوسروں کے پیچھے اس کو لگایا جائے۔ وہ سب کچھ ہمیں معلوم ہے لیکن اس طرف میں جانا نہیں چاہتا۔ پھر کہوں گا کہ ہمارے جذبات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ اس کا مناسب علاج یہ ہے کہ جواب نہ دیا جائے تو یہ بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین: جی اب سندھ پر بات کرنی ہے یا کچھ اور کرنا ہے۔ حبیب جالب بلوچ صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ جناب چیئرمین! کسی ملک میں جمہوریت، جمہوری اداروں اور جمہوری کلچر کو پروان چڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ پارلیمنٹ کی بالا دستی ہو۔ پارلیمنٹ کی بالا دستی اس وقت ممکن ہے جب پارلیمنٹ جس طرح function کرتی ہے اسی طرح کرنے دیا جائے اور اس function کے دوران حکومت کی زیادہ دلچسپی ہو اور اس کے departments کی وہاں زیادہ دلچسپی ہو۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب پارلیمنٹ کا کوئی بھی ادارہ function میں نہ ہو تو اس کی sub-committees or standing committees وہ کام سر انجام دیتی ہیں۔

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گورنمنٹ کے departments، اہم ادارے standing committees کے کاموں میں، ان کے اجلاس طلب کرنے میں bureaucratic رویہ رکھتے ہیں۔ میں آپ کو ایک مثال دوں پچھلے سال بھی اور اس سال بھی جب ہم نے less-developed areas کے لئے بلوچستان، پختون خواہ، فاٹا اور Interior Sindh کے لئے کہا کہ اگر بجٹ پر سینٹ بحث نہیں کرتی ہے تو اس سے پہلے یہ اجلاس طلب کئے جائیں تاکہ ہم اس حوالے سے recommendations رکھ سکیں۔ پچھلے سال بھی انہوں نے ۳-۴ مہینے متواتر meetings call کرنے کے باوجود sabotage کیا اور اس سال بھی کیا۔ یہ شکایت صرف مجھے as a Chairman Standing Committee نہیں ہے بلکہ اکثر Chairmen of Standing Committees کو یہی شکایتیں ہیں، بشیر مٹہ صاحب کو اور دوسری کمیٹیوں کے Chairmen کو

بھی ہے کہ وہ اس طرح عین موقع پر رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں۔ مجھے یہ بھی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ خصوصاً" احسن اقبال اور ہمارے سینٹ میں بھی ایسی bureaucracy نے جنم لیا ہے جو ان کو با قاعدہ' یہ ہمیں پتا چلا ہے کہ وہ انہیں کہتے بھی ہیں کہ آپ اجلاس نہیں رکھیں۔ ایسے ایک دو بندے' ایک کا نام شاہد اقبال ہے اور دوسرے کا نام محبوب ہے۔ ہمارے کاموں میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آئندہ یہ بات دہرائی گئی تو ہم شدید احتجاج کریں گے۔ یہ اپوزیشن کے اجلاس میں متفقہ طور پر طے ہوا تھا لیکن میں اسے اٹھا نہیں رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ موقع ملے تو پھر۔ راجہ صاحب خصوصاً بیٹھے ہیں تو وہ اپنے departments کو آگاہ کریں۔ Even کاموں میں fundings کی بھی کمی آپ دیکھ رہے ہیں کہ پارلیمنٹ کے بجٹ کو بھی کم رکھا گیا ہے جس کی میں انتہائی مذمت کرتا ہوں کیونکہ پھر پارلیمنٹ اس طرح run نہیں کی جا سکتی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ راجہ صاحب آپ ذرا ان کی شکایت پر اگر غور کرلیں کہ کچھ محکمے تعاون نہیں کرتے may be you can call a meeting and tell them or write a letter کہ ان کے ساتھ تعاون کیا جائے so that meetings can take place.

ڈاکٹر عبد الحئی بلوچ ۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ حیران ہوں گے کہ ابھی بلوچستان میں less developed areas سے متعلق ایک meeting ہوئی کہ 1996 کی جو ہماری بلوچستان گورنمنٹ نے سکیمیں بھیجیں تھیں وہ بھی CDWP میں پیش نہیں ہوئیں۔ اب آپ بتائیں کہ انہیں ECNEC لے جائیں' Central Development Working Party میں لے جائیں۔ یہ ۹۶ کی ہیں اور اب ۹۹ ہے۔ جناب یہ بہت اہم schemes تھیں ہم حیران ہو گئے۔ اب آپ بتائیں پہلے یہاں کہتے تھے کہ بلوچستان والے سکیمیں نہیں بھیجتے ۔ اس دفعہ ایک meeting about less developed areas سے متعلق call کی گئی' میں اس کا ممبر ہوں' اس کے بارے میں جناب چیئرمین صاحب! ہم ان کی توجہ آپ کے توسط سے دلانا چاہتے ہیں کہ اگر وہ اس طرح کریں گے تو پھر ہم یعنی بلوچستان باقی صوبوں کے at par کیسے آئے گا جبکہ ان کی تمام سکیمیں ردی کی ٹوکری میں رکھیں جائیں یا پھر کسی ایسے ادارے میں یا کسی سرد خانے میں پڑی ہوں تو کس طرح وہاں ترقی ہو سکتی ہے یا کم از کم جو ہمارا ایک Special Development Programme

ہوتا ہے اس (SDP) میں بلوچستان کے لوگ کس طرح ترقی کریں گے۔

دیکھیں جناب چیئرمین صاحب! اس سے پچھلے session میں بھی یہ عرض کیا گیا تھا کہ تربت اور گوادر میں بجلی کا مسئلہ تقریباً ۴، ۵ ماہ سے ہے۔ دو گھنٹے بھی وہاں بجلی نہیں ہوتی۔ وہاں کا درجہ حرارت ۵۲ سنٹی گریڈ ہے۔ یعنی گرم ترین علاقہ ہے اور آج آپ اسلام آباد دیکھیں جناب کہ کتنا گرم ہے۔ کبھی کوئٹہ اتنا گرم نہیں ہوا۔ اب تربت، سبی، جیکب آباد، ملتان یہ پورے ایشیا میں گرم ہونے کی وجہ سے مشہور ہیں۔ ابھی وہاں صرف دو گھنٹے بجلی، وہ بھی کبھی ہے کبھی نہیں ہے۔ یہاں اس معزز ایوان کی توجہ بھی دلائی گئی۔ فرمایا گیا کہ جی پسنی پاور پلانٹ ٹھیک کریں گے لیکن وہ بھی ایسے ہی ہے۔ پھر کہا کہ وہاں جو generators وغیرہ ہیں ان کو fuel دیں گے۔ گوادر ہے، تربت ہے اور آس پاس جو آبادی ہے ان سب کو بھی fuel دیں گے۔ آپ یقین کریں کہ لوگ تڑپ رہے ہیں۔ وہ روزانہ وہاں احتجاجی جلوس نکالتے ہیں۔ جلسے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ تنگی کی طرف لوگ بڑھ رہے ہیں۔ ہم لوگ ان لوگوں کو پر امن رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ کوئی مصیبت نہ کرو۔ کوئی امن و امان کا مسئلہ پیدا نہیں کرو۔

جناب چیئرمین صاحب! یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں کیا message دیتی ہیں۔ اب آپ کو پتا ہے کہ سارے ملک میں بجلی ہے۔ وہاں بھی بجلی ہے۔ جہاں نہیں ہے اس کی الگ بات ہے، مگر جہاں ہے اس کو تو ٹھیک کرو۔ اس کو تو کم از کم بہتر کرو۔ دو گھنٹے کے لئے بجلی کیا معنی رکھتی ہے اور زمینداروں کا وہی ہے۔ جی tripping ہے fluctuation ہے۔ ہمارے جو گرڈ اسٹیشن ہیں ان میں تاریں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہیں اور وہ بجلی کا لوڈ اٹھا نہیں سکتیں۔ اس سے تاریں شارٹ ہو جاتی ہیں۔ انجن جل جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ وہ مل نہیں سکتے۔ ایسے بھی لوگ ہیں جن پہ چار ہزار فلیٹ ریٹ لگا دیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب یقین کریں۔ کبھی بجلی ہے، کبھی نہیں ہے۔ چھوٹے چھوٹے زمیندار دو گھنٹے بھی بجلی استعمال نہیں کرتے۔ مگر وہ بھی مجبور ہیں کہ ۱۲ ہزار روپیہ وہ تین ماہ کا فلیٹ ریٹ ادا کریں۔ ان پر توجہ دیں تاکہ وہاں کے زمیندار بھی سکھ کا سانس لیں۔ بجلی کے مسئلہ پہ خاص طور پر مکران ڈویژن میں ضلع کیچ، پسنی اور دوسرے علاقے ہیں، ان سب کی طرف توجہ دی جائے۔ گوادر میں تو ویسے ہی بجلی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ نوٹ کر لیں۔ ویسے ان کا فون بھی آیا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ تکلیف ہے اور شاید یہ پوائنٹ ریز ہو۔ He is looking into it. مگر آپ بھی ان کو یقین دہانی کرا

دیں۔ واقعی بڑا مسئلہ ہے ۔ہمارے اسلام آباد میں دو، دو گھنٹے بجلی چلی جاتی ہے تو ہم پریشان ہو جاتے ہیں۔ اتنی گرمی میں اگر ۸ گھنٹے بجلی چلی جائے ۔جی اب صدر صاحب آپ فرمائیں۔Do we go on the agenda now? اس میں کون کون تقریر کریں گے۔ Let us start with the Sindh situation.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ نہیں سر پانچ منٹ نہیں - دس منٹ۔

جناب چیئرمین۔اگر آپ ختم کرنا چاہتے ہیں ---

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔آج ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین۔اب خٹک صاحب نے اتنی بات کی ۔چلیں سات منٹ کر لیتے ہیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔یہ بہت کم ہے - ۱۵ منٹ -

جناب چیئرمین - ۱۵ منٹ بہت زیادہ ہیں - نہیں - یہ تو opening speech ہو گی چلیں یہ دس منٹ کر لیں۔باقی five minutes

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ پانچ منٹ میں کچھ نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین - ٹائم نہیں ہو گا آپ کے پاس - unless your intention is کہ ختم نہیں کرنا۔

میاں رضا ربانی۔نہیں جی بالکل ختم کرنا ہے -

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔۸ بجے سے پہلے ختم کر دیں گے۔

Mr. Chairman: OK. What we will do is

۸ بجے کی dead line فکس ہو گئی - cut off ساڑھے سات بجے the Minister will speak at 7.30 ٹھیک ہے -

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ٹھیک ہے -

جناب چیئرمین۔اب آپ اپنا ٹائم خود دیکھیں I will not check you

ابھی پانچ بجے ہیں۔ نماز کا وقفہ بھی ہو گا۔ time up to 7-30 آپ کا ہے - آدھا گھنٹہ ان کا ہے۔ ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ اکرم شاہ صاحب کا proposal ہے کہ سندھ والوں کو آپ پندرہ پندرہ منٹ دیں اور ہمیں پانچ پانچ منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین۔ کس کو پندرہ پندرہ ---

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ سندھ والوں کو پندرہ پندرہ منٹ اور باقی کو پانچ سات منٹ ڈاکٹر صاحب کو خاص طور پر کیونکہ ڈاکٹر صاحب تو ہیں ہی سندھ سے۔

Mr. Chairman: 5 minutes for every other speaker

سندھ کے ممبر کو پندرہ منٹ ۔ ٹھیک ہے ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ٹھیک ہے ۔

جناب چیئرمین۔ او۔ کے۔اور کوشش کرتے ہیں کہ بجائے ۸ بجے تک ہم لوگوں کو بٹھائیں ۔ صفدر صاحب جلدی ختم کریں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔جناب کوشش کریں گے ۔زبردستی نہیں بولیں گے ۔ کام کی بات کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ او۔ کے۔

DISCUSSION ON SINDH SITUATION

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ شکریہ جناب چیئرمین! آج جن حالات میں سندھ کے بارے میں یہ بحث شروع ہوئی ہے تو جب ہم سوچتے ہیں تو میں سمجھ نہیں پاتا کہ میں کہاں سے شروع کروں ۔اس بات سے شروع کروں کہ اس وقت سندھ ایک ایسا صوبہ ہے جو پاکستان کو سب سے زیادہ ریونیو دے رہا ہے یا میں اس بات پر جاؤں کہ سندھ ایک ایسا صوبہ ہے جو اس ملک میں سب سے زیادہ تیل پیدا کرتا ہے یا میں اس بات سے شروع کروں کہ سندھ اسمبلی وہ اسمبلی تھی' وہ پہلی اسمبلی تھی---

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔جس نے پاکستان کے حق میں قرارداد منظور کی اور میں سمجھتا ہوں کہ سندھ بمبئی پریذیڈنسی سے الگ نہ ہوتا اور سندھ کی اسمبلی یہ قرار داد منظور نہ کرتی تو شاید پاکستان کے بننے میں ابھی بہت زیادہ وقت لگتا۔ ہو سکتا ہے کہ بن جاتا لیکن سندھ کی contribution اس صوبائی اسمبلی کی یا عوامی نمائندوں کی contribution اس ملک کے بنانے میں، میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ ہے۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے ۔آج جب ہم صورتحال کو دیکھتے ہیں کہ جس غیرجمہوری انداز میں۔ یہ حکومت سندھ کے affairs کو چلانے کی کوشش کر رہی ہے۔ جناب ایک چیز واضح ہے کہ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ پاکستان کی پچھلی تاریخ میں اتنے زیادہ آئین کے آرٹیکلز معطل کئے گئے ہوں وفاقی حکومت کا ایک صوبے پر کنٹرول مضبوط کرنے کے لئے ۔ جناب جب گورنر راج لگا تو اس وقت وزیر اعظم صاحب نے یہ کہا کہ میں نے اپنی حکومت کی قربانی سندھ کے حالات ٹھیک کرنے کے لئے دی ہے لیکن جناب ایسا نہیں تھا۔ انہوں نے کوئی قربانی نہیں دی۔ حقیقت یہ تھی کہ انہوں نے اپنے اتحادیوں کے ساتھ لڑائی کی، وہ اتحادی ان کو چھوڑ کر چلے گئے ۔ ان کی اسمبلی کے اندر اکثریت نہیں رہی اور انہوں نے آئین کے اس آرٹیکل کا سہارا لیا جو آپ کو یاد ہوگا کہ آرٹیکل 232 جب لگایا جا رہا تھا تو جوائنٹ سیشن ہوا تھا۔ جوائنٹ سیشن میں جناب اس کی بنیاد یہ تھی ، ۷ جون ۱۹۹۸ء کو ایٹمی دھماکوں کے بعد آرٹیکل 232 کو جوائنٹ سیشن سے rectify کرایا گیا اور جناب مجھے اچھی طرح یاد ہے راجہ صاحب اور خالد انور صاحب نے اس پر تقریر کی تھی۔ اور انہوں نے categorically یہ کہا تھا کہ یہ آرٹیکل جوائنٹ سیشن سے ہم اس لئے منظور کروا رہے ہیں کہ ہمیں سرحدوں پر external aggression کا خطرہ ہے۔ ہم اس وقت بھی کہہ رہے تھے، اس وقت ہم سندھ والوں کو یہ نہیں پتا تھا کہ جی ہم سندھ والوں کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ اس وقت ہمیں بلوچستان والوں کا خدشہ تھا ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے وہاں پر جالب صاحب اور کچھ دوسرے دوست بھی تھے ۔ اس وقت ہمیں خطرہ یہ نظر آ رہا تھا کہ اس آرٹیکل کے تحت بلوچستان کی حکومت کو ختم کیا جا رہا ہے ۔ وہ ہوا ، وہ کس طرح انہوں نے کیا ۔ اس آرٹیکل کا استعمال نہیں ہوا ۔ کان کو سیدھے طرح سے پکڑنے کی بجائے الٹے طریقے سے پکڑا گیا۔ ان کی حکومت ختم کردی گئی۔

سندھ میں تو بالکل مختلف صورتحال تھی کہ اس آرٹیکل ۲۳۲ کے تحت، جس کو بیرونی حملے کو روکنے کے لئے لگایا گیا، اس کی جناب پہلی casualty سندھ کی حکومت ، سندھ کی اسمبلی اور

عوام بنے ۔ جناب میں یہ پوچھتا ہوں کہ ہمارا قصور کیا ہے ۔ نو مہینے گورنر رول کو گزر چکے ہیں ۔ اس کے تحت آپ نے ۱۴ آرٹیکلز معطل کر رکھے ہیں ۔ کیا وجہ ہے کہ آئین کے وہ آرٹیکلز جن پر دوسرے تمام صوبوں میں عمل ہو رہا ہے اور سندھ میں ان پر عمل نہیں ہو رہا ۔ پہلا نوٹیفکیشن آیا۔ اس میں آرٹیکل ۱۳۰ سے ۱۳۶ تک سات آرٹیکلز معطل کئے گئے ۔ جناب وہ آرٹیکلز کیا ہیں۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ رضا ربانی صاحب بہتر انداز میں بات کریں گے لیکن میرا ایک ہی contention ہے جناب کہ یہ سارے آرٹیکلز سندھ کے عوام کو deal کرتے ہیں کہ سندھ کے عوام اپنی اسمبلی منتخب کرتے ہیں اور وہ اسمبلی قائد ایوان چنتی ہے جو وزیراعلیٰ بنتا ہے ۔ اسی سندھ کی اسمبلی نے لیاقت جتوئی کو وزیر اعلیٰ چنا۔ ہم نے اعتراض نہیں کیا ۔ ایم کیو ایم کے دوستوں نے لیاقت جتوئی کو سپورٹ کیا۔ وہ وزیر اعلیٰ بنا ، پیپلز پارٹی اپوزیشن میں بیٹھی ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔ اگر سندھ صوبائی اسمبلی کی اکثریت کسی شخص کو قائد ایوان بناتی ہے، وہ اس صوبے کا وزیر اعلیٰ بنتا ہے تو وہ اس کا حق ہے۔ جناب میں آج پوچھتا ہوں کہ صوبائی اسمبلی قائم ہے۔ لیکن اس کو redundant کردیا گیا ۔ اس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنا قائد ایوان چن سکے۔ اس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ قائد ایوان اپنی کیبنٹ بنا سکے ۔ اس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ ایک representative rule سندھ کے اندر قائم کر سکے لیکن وہاں کیا کیا جاتا ہے ؟ وہاں مزید ترمیمات کر کے ایک شخص جو وفاقی وزیر ہے اس کو پاکستان کے Constitution میں چیف منسٹر نامزد کیا جاتا ہے ۔ پاکستان کے آئین میں کوئی نامزد وزیر اعلیٰ نہیں ہو سکتا، صرف منتخب وزیر اعلیٰ کو consent کیا ہے جس کو اختیار ہے، وہ اختیار اس کو عوام دیتے ہیں۔ یہ کیا ہے کہ آپ نے ایک وزیر اعلیٰ نامزد کر کے اس کو سندھ میں بٹھا دیا اور اس کو گورنر رول کے اختیار بھی دے دیئے۔ اگر گورنر رول کے اختیارات گورنر استعمال کرتا ہے تو اس آئین کے تحت کرتا ہے لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے۔ ان کے وزیر اعظم صاحب کیا کہتے ہیں کہ جی میں نے اپنی حکومت کی قربانی دی، لیکن آج آپ پچھلے دروازے سے ، ایک غیر جمہوری انداز میں، غیر اخلاقی انداز میں ، ہر چیز کو مسخ کرتے ہوئے، ہر چیز کو bulldoze کرتے ہوئے مسلم لیگ کی حکومت بنا رہے ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے یہ کہا ہوا ہے کہ ہم نے مسلم لیگیوں کو وہاں پر پلاٹ بھی دینے ہیں ، پرمٹ بھی دینے ہیں، ان کو مشاورتیں بھی دینی ہیں، ان کو کیبنٹ میں وزیر بھی بنانا ہے۔ Sir, an Adviser to the Prime Minister on Sindh Affairs اس کو کیا اختیار ہے کہ وہ جا کر

Advisory Council بنائے۔ آپ اس کو یہ اختیار بھی دے کر بھیجتے ہیں کہ تم جاؤ اسمبلی کے ممبروں کو توڑو، MQM سے لوگ کھینچو، پیپلزپارٹی سے لوگ کھینچو اور آپ وہاں پر ایک majority کو tribe کرو۔

جناب اگر اس قسم کی کوششیں ہوتی ہیں تو سندھ کے عوام اس کو تسلیم نہیں کریں گے۔ یہیں پر تیرھویں اور چودھویں amendment کو ہم نے سپورٹ کیا ۔ criticism بھی ہوا کہ نواز شریف کو اختیارات دے رہے ہیں جو کبھی صحیح انداز میں استعمال نہیں کرے گا لیکن یہاں پر وہ دونوں ترامیم منظور ہوئیں ۔ آج آپ دیکھیں کہ جہاں ان پر عمل کرنا ہوتا ہے، اپنے اقتدار کو بڑھانے کے لئے تو عمل کیا جاتا ہے اور جہاں ان کے اقتدار میں کوئی رخنہ ہوتا ہے تو اس کو فوراً bulldoze کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلاؤں گا کہ جب سندھ میں گورنر راج نافذ ہوا تو ایک بڑا اندوہناک واقعہ ہوا، ایک برا واقعہ ہوا، سندھ کی ایک بہت اہم شخصیت ، ایک philanthropist حکیم جس کی زندگی خدمت میں گزری، حکیم سعید صاحب قتل ہو گئے۔ وزیر اعظم بذات خود ٹیلیویژن پر آئے اور انہوں نے اپنے ہی ایک اتحادی پر الزام لگایا کہ وہ حکیم سعید کے قتل میں ملوث ہیں۔ جناب وہ trial چلا ، پہلے ملٹری کورٹ میں گیا ، ملٹری کورٹس کو سپریم کورٹ نے کہا کہ غیر آئینی ہے ، پھر Anti Terrorist Court میں چلا ، وہاں پر MQM کے 9 کارکنوں کو سزائے موت ہوئی۔ میں ایک سیاسی کارکن ہوں ، میں یہاں بالکل کھلے عام یہ کہوں گا اور میں نے سیاسی کارکنوں کو سزائیں ملتے ہوئے دیکھی ہیں۔ پاکستان پیپلزپارٹی کے کارکن مارشل لاء کے دوران، جس مارشل لاء کے خلاف جدوجہد میں، مشاہد صاحب اس کے بارے میں بہت کہتے بھی ہیں اور بہت لکھتے بھی رہے ہیں، اس میں پیپلزپارٹی کے کارکنوں کو جب سزائیں ملتی تھیں تو وہ نعرے لگاتے ہوئے پھانسی پر چڑھتے تھے۔

میرے MQM سے بہت سی باتوں پر بہت سے اختلافات ہیں لیکن میں پہلی دفعہ آپ کو یہ کہہ رہا ہوں کہ میں کراچی پہنچا اور ان لڑکوں کے بارے میں جو میں نے اخبارات میں پڑھا ہے ، جو میں نے تصاویر دیکھی ہیں، میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی سیاسی کارکن اگر اس قسم کی terrorist activity میں involve ہو تو وہ کبھی بھی کھڑے ہو کر اپنے سیاسی نعرے نہیں لگاتا جب اس کو سزا ملے۔ میں بالکل کھلے عام کہتا ہوں کہ حکیم سعید کے case کو گورنر رول لگانے

کے لئے استعمال کیا گیا اور بعد میں ایسے لوگوں کو پھانسی پر چڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے جو اس case میں involved نہیں تھے۔ شاید اسی وجہ سے کہ وزیر اعظم نے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا تھا اور اس انا کو پورا کرنے کے لئے وہ سب کچھ کرگزرنے کو تیار ہیں۔

جناب چیئرمین! وزیراعظم صاحب یہ کہتے ہیں کہ میں سیاست نہیں کر رہا۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ ملک کے حالات خراب ہیں۔ Border situation یہ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ختم کریں جی۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میں دو منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ Economy خراب ہے۔ کارگل کی situation کو استعمال کیا جاتا ہے یہ کہنے کے لئے کہ اپوزیشن ہمارے ساتھ ہے۔ اپوزیشن ہمارے ساتھ چلے۔ اپوزیشن سے قراردادیں منظور کرائی جاتی ہیں لیکن جناب! اسی دن ایک طرف کارگل کی situation ہے اور اسی دوران سندھ پر قبضہ کرنے کے لئے Adviser to the Prime Minister for Sindh Affairs کے کسی بندے کو نامزد کرکے غیرجمہوری انداز میں سندھ کے اوپر مسلط کیا گیا۔ یہ کیا ہے؟ جناب! کس consensus کی بات کر رہے ہیں؟ کیا consensus آپ build کریں گے؟ بالکل صحیح کہا ہے اجمل خٹک صاحب نے اور رضا ربانی صاحب نے کہ اگر آپ internationally isolated ہیں، میں اس میں نہیں جانا چاہتا، جناب! OIC کی قرارداد پر میں کچھ نہیں کہنا چاہتا لیکن وہ غور سے پڑھیں کہ وہ آپ کی deescalation کو support کر رہا ہے، آپ کی پوزیشن کو support نہیں کر رہا ہے۔ حکومت پاکستان کے ان اقدامات کو support کیا جا رہا ہے جو deescalate کرنے کی طرف جاتے ہیں، باقی کسی چیز کو support نہیں کر رہا ہے۔ خیر یہ وقت بتائے گا لیکن جناب! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ جب internationally isolated ہیں تو جو کچھ آپ کر رہے ہیں سندھ میں، اس سے کوئی consensus build نہیں ہوگا۔ آپ لاکھ چاہیں، جب تک آپ کی نیت صاف نہیں ہوگی اپوزیشن کے بارے میں، صوبوں کے بارے میں تب تک آپ کی کوئی چیز کامیاب نہیں ہوگی۔ Kindly اب بھی وقت ہے کہ حکومت پاکستان اپنے ان اقدامات کو پیچھے لے آئے۔ اگر یہ ملک کے اندر سکون چاہتے ہیں تو سندھ میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو ختم کریں، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، Thank you. قائم علی شاہ! آپ بات کریں گے۔ اچھا جی

رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I am grateful to you. Sir, the situation viz-a-viz the province of Sindh and what is happening and what has happend there is very serious, and it has been further compounded by the presentation of the budget in a press conference, and the subsequent ratification through a notification while the provincial Assembly.of Sindh is functioning. I would perhaps not have gone into such detail on the legal side of this matter, had the learned Attorny General not come before the National Assembly and give a discourse on the legal aspect.

Since what he has said, viz-a-viz the province of Sindh and the usurpation of its rights forms the part of the record of the Parliament of Pakistan. Therefore, as a humble political worker, hailing from a small province whose rights have been usurped, a province which sees that other federating units in the federation continue to enjoy the protection of the Constitution, but 14 Articles of the Constitution pertaining to the basic rights of that province have been suspended.

It is further, sir, a matter of great pain, when I compare the law and order situation in Sindh and Punjab and read the order of the 30th October, under which governor rule was imposed in the province of Sindh I find that in that order the main objective of the imposition of the governor rule was to restore law and order in that province. So, the main concern was that of law and order. If Punjab has a killing rate higher than the province of Sindh, if rate of dacoitees and extra-judicial killings in Punjab is higher than the province of Sindh, then why is my province being singled out. I have before me today sir, a question which was answered in the National Assmbly today, in which it was

asked that from February, 1997, what is the total number of people/Police Officers killed in the province of Sindh and in the province of Punjab. The figure given by the Interior Ministry before the National Assemby of Pakistan today is, that 149 persons belonging to the law enforcing agencies were killed in Punjab and 91 persons in Sindh and Karachi. This is the reply that they gave today. But the objective of imposing the Adviser in the province of Sindh is abundantly clear. It is once again to give a minority the government of the province of Sindh. Liaqat Jatoi ruled with 14 people, they want Ghaus Ali Shah to rule with 15 people. This is clear, I will just read out to you, the statement of Ch. Shujaat Hussain, the Interior Minister appearing on 21-6-1999 in the "Dawn". He says, "The Prime Minister Nawaz Sharif has directed his Adviser, Ghaus Ali Shah to settle differnces among all strange PML leaders in the province and take necessary measures to improve the party's political position in Sindh".

Now, this is what the Interior Minsiter states, "Now that the situation has returned to normalcy to great extent". If the situation of law and order in Sindh has returned to normalcy according to the Interior Minister, then what is the justification of the continuation of the governor's rule in the province of Sindh. But it does not end there. That is not the objective, the objective is to ensure Raiwind's rule, to see the Karachi and Sindh are ruled through the dictates of Raiwind, not even Punjab. I will not hold the poeple of the Punjab responsible . It is the intrigue in Raiwind that wants to subjugate the rights of the people of Sindh. He does not end there sir, he further goes on to say.

"That now when the situation has returned to normalcy to a great extent, , the government was planning to start political activities there". The question is, who is the Adviser to commence political activities if the situation is normal.

The best way to commence political activities is, amend the order of 30th, withdraw the suspension on Article 130 to 136 of the Constitution and allow the Provincial Assembly to elect its leader of the House and automatically the political process will commence in the province of Sindh. But yes, you know that you do not have majority in the province of Sindh, you know that you cannot form a government in the province of Sindh. That is why it is essential to send Ghaus Ali Shah to do a hectic job, to try and do horse trading, to try and ......

(At this moment Azan-e-Asar was heard in the House)

Mr. Chairman: The House is adjourned for 15 minutets.

(The House reassembled after Asar prayers with Mr. Deputy Chairman (Mir Hamayun Khan Marri) in the chair.)

Mr. Deputy Chairman: Mian Raza Rabbani.

Mian Raza Rabbani: Thank you. Sir, I was reading out extracts from the statement of the Interior Minister to show as to how he has so clearly elucidated the purpose and the intention of appointing the Adviser of Prime Minister for Sindh affairs. I will revert now very quickly to the constitutional side, his advice being binding on the Governor of Sindh. Sir, I would just go further, he said now the Prime Minister had directed Ghous Ali Shah that he should popularise the party in every nook and corner of Sindh. The minister believed that the new leadership in Sindh would give the desired results.

یہ Interior Minister کہہ رہا ہے -

that the new leadership in Sindh would give the desired results. And what are

the desired results the Adviser himself says, "I have come to initiate the political process". The desired results are to conjured up a majority through horse trading, through arresting the MPAs, through harassing the MPAs, through making cases on the MPAs, through breaking them away from the political parties. Conjure up a majority so that Raiwind rule can rule supreme, this is basically sir, the intention, the purpose of doing this. It has been made abundantly clear by the Interior Minister and there is no denial that the Interior Minister has issued.

I would very quickly revert to what the position legally is viz a viz the appointment of Adviser and the position that emanates out of the budget being presented. Here sir, I would like to state on the record that it is most unfortunate that the Attorney General that day misled the House with regards to the judgement of the Supreme Court in Jalal Shah's case. He absolutely misled the House. He read to the House his own arguments. He read out paragraph 37 of the judgement but forgot to read paragraph 38, which was in the conclusion. I will read it to you which settles the issue.

Then he went on referring to certain provisions, certain paragraphs from the minority judgement. But the majority judgement is absolutely clear that the powers of the Federal Government under sub clause (c) of Clause (2) of Article 232 for the issuance of consequental and incidental orders is limited too and can only be brought into effect with regards to the functions of the Provincial Government No:2, No.3 any authority and to the exclusion, very clearly of the Provincial Assembly of Sindh. This is abundantly clear.

Now sir, very briefly let's see what happened, in the first place we find the order of the 30th of October that is the main order under which Governor's

rule... Sir, I would not call it Governor's rule because Governor's rule in actual fact is imposed under Article 234 of the Constitution, that in actual fact is Governor's rule. Here you have a situation where the Federal Government accrues to itself, the powers of the Provincial Government and directs the Governor on its behalf to take those powers and fuctions. So, this order of the 30th October actually flows from the order of the 28th of May that was when emergency was imposed in the country. As a consequence of the 28th of May order the 30th of October order is issued.

Now, sir, what the 30th of October order contemplates?. The 30th of October order contemplates two basic things. No.1, that the Federal Government directed the Governor of Sindh to assume on its behalf all the functions and the executive authority of the Provincial Government, anybody or authority to the exclusion of the Povincial Assembly. This is what the order of the 30th of October is in this issue .No.1,and No.2, the 30th of October order envisages that Article 130 to 136 of the Constitution stand suspended. What do Article 130 to 136 of the Constitution pertain to? The Chief Minister, the Cabinet and the Cabinet Ministers. So, that mean in actual fact the office and the powers and functions conferred by the Constitution on the Chief Minister of a province have been suspended by the order of the 30th of October 1998 by the Federal Government and that those powers, till today, continue to be suspended because the resultant order, amending order of the 17th of June does not revive Article 130 to 136 of the Constitution. So, when the powers of the Chief Minister, when the office of the Chief Minister stands suspended how can an Adviser of the Federal Government and an Adviser of the Prime Minister say that he is going to exercise the powers which they have suspended under the Constitution?. What

does Article 232 contemplates?. Sub clause (c) of Clause (2) of Article 232 contemplates two things. No.1, that either the Federal Government assumes on its own behalf the powers and functions of the Provincial Government. Position No.2, directs the Governor of the province to assume on its behalf.

Now let us go back to position No.1. When the Federal Government assumes, who is the Federal Government? The Federal Government under Article 90 and Article 91 has been described as the President, the Prime Minister and his Cabinet. So, it is in actual fact that when the Federal Government assumes to itself the powers and functions it is through the Cabinet that it has to functions. The President and the Prime Minister or the President on the advice of the Prime Minister will exercise the Executive Authority of the province through the Cabinet, not through an Adviser. Article 232 does at no stage provides for any position of an Adviser. There is no position of an Adviser that is provided for under Article 232 of the Constitution.

Sir, let us go a step further and see that what has, in actual fact, happened. If you go through the order of the 17th of June, you will find a very interesting thing, I would just like to remember that in the order of the 30th the Federal Government had called upon the Governor of the province to assume the powers. In the amending order of the 17th of June, the Governor has not been divested of the powers that were given to him on the 30th of October. Those powers of the Governor remain but with the only effect that the 17th of June amending order places on him is that he will function under the advice of the Adviser. Now, the question that arises here is sir, that under the 30th of October, order you had already suspended the provision of the Chief Minister. You have taken away the powers of the Chief Minister. You have asked the Governor on

your behalf to exercise those powers. Now under what provision of the Constitution, under what provision of law, are you calling upon an Adviser or binding the Governor to act only on his advice. Article 232 contemplates very clearly that when the Governor assumes the powers on behalf of the Federal Government, the Governor is to act in his discretion or on the advice given to him by the Federal Government and the Fedeal Government is defined under Article 90 and 91 of the Constitution and the Adviser forms no part of it. It is a misnomer in law to say that I am the de facto Chief Minister of the Province of Sindh. The office of the Chief Minister does not exist. You yourself have suspended it. So, sir, the appointment of an Adviser to the Prime Minister under Article 93, yes, fine, the Prime Minister, I concede, can appoint an Adviser, he can appoint an Adviser for Sindh. He can appoint for Balochsitan and I believe he is only number 4, he can have an Adviser upto No. 5 under the Constitution. Fair enough. But the illegality is to pass an order on the 17th of June, making his advice binding on the Governor of the province. That is the illegality. There is no provision in the Constitution for an Adviser (a) to be appointed and (b) to exercise the powers of the Chief Minister.

Mr. Deputy Chairman: Thank you, please.

Mian Raza Rabbani: Sir, just give me five minutes because I am just coming to the budget and I am not being irrelevant.

Mr. Deputy Chairman: You have already used 20 minutes. Two minutes more.

Mian Raza Rabbani: Three minutes more, sir, I will be grateful.

Sir, now coming to the question of the budget that how has the budget

been passed. Sir, first of all very briefly, what is the budget? A budget is the estimate of receipts and expenditures of a government for a financial year. Now what is to be seen is that can a budget be passed or notified under sub-clause (c) of Clause (2) of Article 232, the answer is absolutely not. The Supreme Court in Jalal Shah's case has clearly stated that the Article 232 is not a blanket Article where you can go ahead and pass any order that you like. The proviso to sub-clause (c) is very clear. It says:

that you can pass an order which is relatable to the objects of the Emergency and what is the object of the Emergency? The obejct of the Emergency is stated in the order of the 30th and that is to maintain law and order. Here is the order of the 30th sir and here is" Roman " I-(b) of the order which states law and order. So, No.1 point is this.

No.2 sir, what you have to look is that, the Supreme Court in Jalal Shah's case, which I will read out to you, has again very clearly stated that any order consequential provision can be passed under sub-clause (c) of Clause (2) of Article 232 only and only when it is relating to a provincial assembly, it is relating to a body, it is relating to an authority but is not relatable to a provincial assembly. The Articles of the Consititution that have been suspended are 120 and 122 to 125, and that clause (2) of Article 122 of the Constitution pertains to the Provincial Assembly and that is that all demands and grants will be placed before the Provincial Assembly for it to either accept, reject or reduce accordingly. So, therefore, it is abundantly clear that here also it is a violation of the judgement of the Supreme Court. Once again the functions of the Provincial Assembly have been curtailed by an order of the Federal Government.

Finally, sir, let us see what is the scheme of the Constitution? This

order of the 23rd of June, suspending Articles 122 to 125 is against the scheme of the Constitution, is against the spirit of the Constitution because sir, the Constitution provides that any expenditure to be undertaken through the Federal Consolidated Fund can only be done and only be done when it has the validation of an elected House. Article 126 of the Constitution sir, provides for a situation where a provincial assembly does not exist, it has been dissolved, it says:

"That when a Provincial Assembly is dissolved then within four months that expenditure has to be ratified by the Assembly that comes in".

Even in the provision of the Constitution on Emergency, Article 234 contemplates, that is why I said that is actual Governor's Rule, Article 234 contemplates that "where a provincial consolidated fund expenditure is undertaken by any province which is being governed under Article 234 of the Constitution", then it is the Parliament, Clause 3 of Article 234 states that it is the Parliament, the two Houses assembled together, that will validate that expenditure. Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ مسز نسرین جلیل۔

بیگم نسرین جلیل۔ جناب چیئرمین! ڈاکٹر صفدر عباسی اور سینیٹر رضا ربانی نے جو کچھ کہا وہ آپ کے سامنے ہے۔ لوگوں کے ذہنوں میں جو سوالات پیدا ہو رہے ہیں وہ یہ ہیں کہ جو کچھ حکومت کر رہی ہے اس کا مقصد کیا ہے۔ کیا پاکستان کو توڑنے کی طرف لے جایا جا رہا ہے؟ جناب چیئرمین، جبکہ بارڈر پر دشمن کے سائے منڈلا رہے ہیں، اندرونی طور پر یہ خلفشار کیوں ہے؟ سیاسی پارٹیوں کو دیوار سے لگانے کا عمل کیا جا رہا ہے پچھلے ساڑھے پانچ برس سے میں اس ایوان کی ممبر ہوں یہاں اور ہم سندھ، سندھ اور پھر صرف سندھ کی بات کرتے ہیں۔ کوئی سیشن ایسا نہیں آیا۔ جس میں سندھ کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی بازگشت نہ گونجی ہو۔ جب ہمیں Foreign Affairs کی میٹنگ میں کارگل کے مسئلے پر بریفنگ دی جا رہی تھی تو سرتاج عزیز

صاحب وزیر خارجہ سے میں نے یہ کہا کہ وزیر اعظم کو آپ کو یہ بات صاف طور سے بتا دینی چاہیئے کہ جس بات کے لئے آپ مصر ہیں کہ ہندوستان آپ کے ساتھ میز پر بیٹھے اور مسئلے کا حل تلاش کرے تو وہ آپ اپنے ملک میں کیوں نہیں کر رہے ہیں۔ سندھ کے حوالے سے جو کچھ کیا جا رہا ہے اس کو میز پر کیوں نہیں حل کیا جاتا؟ کیوں ایسے عمل کئے جا رہے ہیں جس سے لوگوں کی قوت برداشت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ میں ہوں۔ میں اپنی پارٹی کی ڈپٹی کنوینر بھی ہوں۔ آئے دن کے واقعات سے میرا واسطہ پڑتا ہے۔ جس طرح سے لوگوں کے ساتھ مظالم ہو رہے ہیں۔ جو پولیس کا رویہ ہے، جو حکومت ----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یہ سینٹ کا ایوان ہے کیفیٹیریا نہیں ہے۔ جی مسز نسرین جلیل۔

بیگم نسرین جلیل۔ حکومت قانون اور آئین کی دھجیاں بکھیر رہی ہے۔ جمہوریت کا تو صرف نام ہے۔ ورنہ آپ غور کریں کہ سندھ کو غلام بنانے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا گیا ہے۔ یہاں پر بات آئی کہ گورنر رول کا نفاذ آرٹیکل 232(C) کے تحت عمل میں لایا گیا۔ اس کا جواز تھا کہ سندھ میں law and order خراب ہے۔ پتا چلا کہ پنجاب کی امن و امان کی صورتحال اس سے کہیں بدتر ہے۔ مگر آرٹیکل 232 کا نفاذ اس لئے کیا گیا کہ پھر گورنر رول کو غیر معینہ مدت کے لئے نافذ کیا جا سکتا تھا اور نواز شریف صاحب اس کو اپنی کالونی کے طور پر رکھ سکتے تھے۔ ہم پنجاب کی بات نہیں کر رہے۔ پنجاب میں بھی اسی طرح سے عوام کسمپرسی کے عالم میں ہیں۔ یہ تو حکمران ہیں جو کچھ ہمارے ملک کے ساتھ کر رہے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ گورنر رول لگانے کے بعد اب کارگل کی صورتحال ایسی ہے تو نواز شریف صاحب نے آرمی کو بھی پریشر میں لاکر ان کے نامزد گورنر معین الدین حیدر کو ہٹا دیا تاکہ اپنے سپیشل ایڈوائیزر کے ذریعے وہ سندھ پر حکومت کرسکیں۔ ہمیشہ کی طرح بجٹ کو آرڈیننس کے ذریعے پاس کردیا گیا۔ سندھ اسمبلی موجود ہے۔ ابھی سینیٹر رضا ربانی نے آپ کے سامنے تمام قانونی دلائل دیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ Anti-Terrorist Amendment Ordinance 1999 صدر محترم نے promulgate کیا۔ جس کا مقصد صرف انتقام متحدہ قومی موومنٹ سے انتقام لینا تھا اور

ڈاکٹر صفدر عباسی نے جس طرح سے ان ۹ لوگوں کے بارے میں کہا جن کو ATA کورٹ سے حکیم سعید کیس میں پھانسی کی سزا ہوئی ہے، میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں لیکن اے ٹی اے کے بارے میں کسی نے صحیح کہا تھا کہ it is blackest of the black law یہ آرڈیننس کسی جمہوری طریقہ کار کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا۔ آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق کے منافی ہے۔ خالد انور صاحب نے اس فلور پر باقاعدہ یہ کہا کہ یہ آرڈیننس سندھ کے لئے ہے۔ اس مخصوص آرڈیننس کا مقصد سندھ کے عوام کی آواز کا گلاگھونٹنا ہے۔ اس میں civil commotion ایک section ہے جس میں آپ کو 7 سال کی سزا ہو سکتی ہے۔ اگر آپ پمفلٹ بانٹتے ہوئے پائے گئے، اگر آپ کوئی wall chalking کر رہے ہیں تو اس پر بھی آپ کو سزا ہو گی۔ آپ کی نیت پر بھی شبہ کر کے آپ کو 7 سال کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ یہ حکومت کے خلاف کوئی قدم ہے۔ اس کا مقصد سیاسی سرگرمیوں کو روکنا ہے اور حکومت کے خلاف اٹھنے والے احتجاج کو دبانا ہے۔

جناب برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے، عوام کو دیوار سے لگایا جا رہا ہے اور حکومت نے institutions کو جس طرح تباہ کیا ہے، آپ انصاف کی توقع کس سے کریں، judiciary سے آپ کو امید تھی مگر پچھلے سال بھر سے judiciary کو under pressure لیا گیا ہے اور اس سے انتہائی مایوسی عوام میں ہے کیونکہ contempt of court کا case دیکھ لیں، ISI کے فنڈ کے استعمال کے بارے میں جان لیں، foreign currency accounts کے بارے میں انہوں نے کیا کہا۔ سندھ اسمبلی کا فیصلہ ایک لولی لنگڑی اسمبلی جس کو کسی طرح سے بھی آپ interpret کر کے اس کو عضو معطل بنا کر رکھ دیں۔ judicial activism دوسری طرف اس کا نام و نشان نہیں ہے ورنہ judiciary خود suo moto ان تمام چیزوں کا نوٹس لے کر اقدام کر سکتی تھی اور حکومت کی یہ ہمت نہ پڑتی کہ وہ اس طرح ordinance کے ذریعے حکومت کرتی۔

سندھ کے عوام کو جس طرح سے disenfranchise کیا گیا ہے، نا انصافیاں ہو رہی ہیں، جس طرح سے معاشی طور پر سندھ کو ختم کیا جا رہا ہے۔ یہ سلسلہ بند ہونا بہت ضروری ہے۔ میں یہ quote کر رہی ہوں۔

"With one stroke of the pen, without prior warning, without planning, the Finance Minister encroached upon the territory of provincial autonomy in

violation of the Constitution and announced the suspension of octroi."

Mr . Octroi contributed 83% of the total revenues of Karachi Matropolitan Corporation.

اس کے علاوہ 1987ء میں جبکہ غوث علی شاہ صاحب تھے' انہوں نے motor vehicle tax جو کہ KMC کو جاتا تھا' صوبے کے حوالے کر دیا۔ اسی طرح سے property tax کو KMC سے لے لیا گیا۔ آپ کے علم میں ہے کہ جب کوئی بھی چیز طے ہوتی ہے تو ضروری نہیں ہے کہ اس پر عمل درآمد ہو۔ آپ نے NFC Award کا حشر دیکھا۔ کس طرح سے پنجاب چھوٹے provinces کا حصہ لے کر جا رہا ہے۔ پچھلے سال اس مد میں 11 billion روپے سندھ کو کم دیئے گئے۔ Sales Tax لاگو ہو گیا ہے اور اس سے متوقع ہے کہ 100 billion روپے کی آمدنی ہو گی۔ آپ کو یہ معلوم ہے کہ 70% کراچی سے آئے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ provinces جو federal exchequre کو contribute کرتی ہیں اس کا 70% کراچی contribute کرتا ہے' 75% entertainment tax تمام صوبوں کا وہ دیتا ہے' 70% ایجوکیشن کے لئے کراچی سے جاتے ہیں' 80% professional tax کراچی سے جاتا ہے اور 61% excise duties میں جاتا ہے۔ but Karachi gets nothing in return Mr. Chairman. آپ وہاں پر حشر تو دیکھیں کہ لوگ پانی و بجلی سے محروم ہیں۔ نکاسی آب کا کوئی سامان نہیں ہے۔ آبادی جس حساب سے بڑھ رہی ہے' ایک کراچی میں mass transit project ہے جس پر متعدد بار یہ کہا گیا کہ اس کو شروع کر رہے ہیں لیکن اس پر کوئی عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ اس کے مقابلے میں جب آپ دیکھتے ہیں کہ پنجاب' IMF اور World bank کی نشاندہی کے باوجود نیا ایئرپورٹ بنا رہا ہے' Motor ways بن رہی ہیں' مختلف schemes جاری کی جارہی ہیں جس سے نواز شریف کے حواریوں کو فائدہ پہنچے۔

یہ تمام چیزیں ہمیں کس طرف لیجا رہی ہیں؟ میں حوالہ نہیں دینا چاہتی تھی لیکن جب بھی جناب چیئرمین! کسی بھی اکثریتی ووٹ کو ختم کر کے متبادل حکومت لانے کی کوشش کی گئی ہے اس کا نتیجہ خراب نکلا ہے' 1971ء میں بنگالیوں کو ان کا حق حکمرانی نہیں دیا گیا تھا جس کے نتیجہ میں ملک ٹوٹ گیا۔ ہمارے پاس ایک مثال موجود ہے کہ آپ ایسا نہ کریں اور آج اس وقت سندھ میں جو عوام کے جذبات ہیں سندھ اسمبلی میں ہونی والی تقاریر اس کا مظہر ہیں۔ اگر سندھ کے ساتھ ناانصافیوں کا سلسلہ ختم نہ ہوا تو یقینا وہ دن دور نہیں کہ ہم سندھی اور مہاجر دونوں پاکستان

سے سندھ کی علیحدگی کا مطالبہ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور اس کی تمام تر ذمہ داری ان عہدیداروں پر ہوگی جو کہ ریاست کے ستون کی حیثیت سے آج مختلف عہدوں پر فائز ہیں چاہے وہ آرمی چیف ہوں، چاہے وہ صدر ہوں، اور چاہے وہ judiciary ہو۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Thank you جی شیخ رفیق صاحب۔

Sheikh Rafiq Ahmed: As I have said earlier that I am more a student of history, political history, economic history and social history than of Law

جب نگاہ اٹھاتے ہیں سندھ کی طرف تو سب سے پہلے نظر آتا ہے کہ وہاں High Court کا ایک جج، functioning judge جو اسمبلی کا رکن بھی نہیں ہے، he is made the Chief Minister of Sindh. پتا نہیں سندھ کے مقدر میں کیا ہے؟ اس کے بعد پھر نام لینے کی جرأت نہیں ہوتی کیونکہ خوف آتا ہے کہیں وہ جام صادق علی بن جاتا ہے، کہیں وہ مظفر حسین بن جاتا ہے اور وہ چلتے چلتے اب کبھی معین حیدر بن جاتا ہے، کبھی اسی میم سے ممنون حسین بن جاتا ہے تو سندھ کا مقدر کیا ہے؟ سندھ شخصیات کے حساب سے بھی پاکستان کی شناخت ہے ۔ یہاں قائداعظم محمد علی جناح پیدا ہوئے، یہاں شہید ذوالفقار علی بھٹو پیدا ہوئے، اس سندھ کا کیا حال کر دیا گیا ہے، مجھے یہ سمجھ نہیں آتا۔ ایک طرف یہ اپوزیشن کی جرأت رندانہ ہے، یہ ان کی کشادہ دلی ہے، یہ ان کی سیاسی بصیرت ہے، یہ ان کی عمیق اور گہری نظریں ہیں جو ملک کے حالات کو دیکھتی ہیں، یہ ہرروز اپنی تقریروں کی ابتداء اس بات سے کرتے ہیں کہ قومی یکجہتی ہونی چاہیئے، ملک میں اتحاد ہونا چاہیئے، across the line پارٹیوں کو ایک دوسرے کے قریب آنا چاہیئے۔ حکومت جو بھی کر رہی ہے اس کے باوجود ہم بین الاقوامی مسائل پر، بھارت کے ساتھ جو ہمارے تعلقات ہیں، کشمیر کی آزادی کے لئے we stand like one man with this government اور یہ حکومت کیا کر رہی ہے اور پھر گالی مجھے اور میرے دوسرے پنجابی دوستوں کو دلواتے ہیں۔ یہ ان کی بڑی احتیاط ہے کہ وہ اس طرح نہیں کرتے مگر ultimate analysis اس کا یہی نکلتا ہے۔ بغیر نیت کے اور بغیر الفاظ کو ترتیب دیئے ہوئے جب وہ حقائق کو پیش کرتے ہیں تو میں یہاں بیٹھا شرمندگی سی محسوس کرتا ہوں ۔ میں بس اتنا ہی عرض کرنا چاہتا تھا اور اگر ان کا دعویٰ ٹھیک ہے کہ اب سندھ

میں امن ہو گیا ہے ، اب قتل نہیں ہوتے ، اب وارداتیں نہیں ہوتیں ، اب اغواءنہیں ہوتے ، اب car lifting نہیں ہوتی ، اب سمگلنگ نہیں ہوتی ، اب کراچی کے راستوں سے ہیروئین نہیں سمگل ہوتی تو where is the justification of the present system of government being introduced in the Sindh, why not a constitutional government. اور پھر یہ سارا مسئلہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تھوڑا سا risk لیں، دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ جو حکومت بنتی ہے سندھ میں، بننے دیں۔ یہ constitutional government بننے دیں تو پھر دیکھیں کہ پاکستان میں بجلی کی سرعت کے ساتھ ایک اتحاد ہوگا ، ایک اتفاق ہوگا، ایک قربت ہوگی اور ساری قوم پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کے لئے ایک ہو جائے گی ۔شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ ، جی قائم علی شاہ صاحب ۔

سید قائم علی شاہ: بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ چند دن ہوئے ایک کالم آیا تھا سندھی اخباروں میں۔ سندھی اخبار کو پتا نہیں حکومت پڑھتی ہے یا نہیں یا ان کو اس کا ترجمہ ملتا ہے یا نہیں۔ ہمارے یہاں وزیر اطلاعت بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس میں ایک آرٹیکل تھا جناب اس کے دو چار الفاظ سندھی میں ہیں پھر بعد میں اس کا ترجمہ کروں گا(سندھی) بڑے الفاظ عجیب سے ہیں ، واہر لفظ جناب تب استعمال ہوتا ہے عام طور پر جب کسی آدمی کے گھر پر ڈکیتی ہوجائے اور پھر ڈکیت سارا ساز و سامان اس کا لے جائیں اور کوئی اس کا پرسان حال نہ ہو، امداد کرنے والا نہ ہو۔ پھر وہ پکارتا ہے، پڑوسیوں کو پکارتا ہے، ہمدردوں کو پکارتا ہے کہ ہے کوئی میری مدد کرنے والا۔ ایک تو یا فقیر بولتا ہے لیکن یہاں واہر لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ڈکیتی ہو گئی ہے اور کوئی پرسان حال نہیں ہے ، کوئی مدد کرنے والا نہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

اس آرٹیکل میں ایک اور بات کہی انہوں نے کہ جناب کوئی ایک بڑا افسر تھا۔ اس نے اپنے چھوٹے افسر کو جو ایک دن غیر حاضر رہا ، اس کو کہا کہ میں تمہاری تنخواہ کاٹتا ہوں۔ اس نے کہا جناب میری پوری تنخواہ دے دو ورنہ ---- تو بڑے افسر نے کہا ورنہ کیا کر لو گے ؟ اس چھوٹے افسر نے کہا جناب میں وہی تنخواہ لے لوں گا جو کٹ کر بچ جائے گی۔ بڑے افسر نے سوچا کہ یہ تو ہر بات پر راضی ہے تو چلو تھوڑی سی تنخواہ اور کاٹ لیتا ہوں ۔ اس نے اور

آدھی تنخواہ کاٹ لی تو پھر بیچارہ یہ چھوٹا افسر اس کے پاس گیا اور کہا کہ جناب میں نے پہلے تو کچھ نہیں کہا، میں بگڑا بھی نہیں۔ اب آپ میری یہ آدھی تنخواہ نہ کاٹیں ورنہ ------' بڑے افسر نے کہا ورنہ کیا کر لو گے تو اس چھوٹے افسر نے کہا کہ آدھی ہی تنخواہ لے لوں گا۔ مجھے نوکری کرنی ہے۔

جناب! جب یہاں لیاقت جتوئی کا rule آیا اور وہ بھی پندرہ آدمیوں کا 109 پر rule آیا تو سندھ والوں نے یہاں بھی پکارا، وہاں بھی پکارا اور عوام نے بھی پکارا کہ جناب یہ کیا ہوگیا کہ majority باہر بیٹھی ہے اور یہ minority rule دیا گیا ہے جو امن و امان بھی سنبھال نہیں سکتا۔ جو اپنے آپ کو بھی سنبھال نہیں سکتا ۔ اپنی اسمبلی کو بھی سنبھال نہیں سکتا تو عوام کو کیا سنبھالے گا، مہربانی کرکے اس سے جان چھڑواؤ۔ مرکزی حکومت نے اور میاں صاحب نے کہا اچھا میں آپ کی جان چھڑاتا ہوں۔ بجائے اس کے کہ وہ majority rule کی طرف رخ کرتے یا ادھر فیصلہ اسمبلی کو دے دیتے، انہوں نے اسمبلی کو معطل کرنے کی کوشش کی۔ نہیں تو وہ جو غیر آئینی اور minority Government تھی، اس کو ختم کردیا اور کہا کہ چلو میں آپ کو Governor Rule دیتا ہوں۔ یہاں ہم نے پکارا کہ جناب یہ کیا ہوگیا۔ان سب نے پکارا ، یہاں اپوزیشن نے بھی کہ جناب یہ Governor Rule کہاں سے آگیا۔ اس کی کیا ضرورت تھی۔ یہ ایمرجنسی اس کے لئے تو نہیں لگائی گئی تھی کہ Governor Rule ہو اور ایک صوبے پر ہو جو ملک کا دوسرا بڑا صوبہ ہے۔ Governor Rule آپ lift کردیں، ختم کردیں تو یہاں میاں صاحب نے کہا اچھا آپ Governor Rule نہیں چاہتے تو چلو میں آپ کو Adviser Rule دے دیتا ہوں ۔

اب جناب یہ حالات ہوگئی ہے کہ Adviser Rule ہوگیا ہے۔ آج ہم یہاں بول رہے ہیں، ہمارے اور دوست بھی بولیں گے Adviser Rule کے خلاف۔ وہاں کے آئی جی صاحب بہت مقبول ہوگئے ہیں۔ رانا مقبول صاحب ہیں، جو مقبول سے مقبول تر ہیں۔ ہم ڈرتے ہیں اور سندھ والے بھی ڈرتے ہیں کہ جناب کہیں رانا مقبول کا rule نہ آجائے۔ تو یہ حالت ہوگئی ہے جناب سندھ کی۔ سندھ میں کوئی پرسان حال نہیں۔ غریب، عام آدمی جہاں ہے، ہوٹل پر بیٹھا ہے یا کہیں بیٹھا ہے، وہ کہتا ہے سائیں کیا ہوگیا ہے، ہمارا کیا حال ہو گا؟ ہماری نوکریاں بھی جا رہی ہیں۔ ہمارے ووٹ کا حق بھی جا رہا ہے۔ جو بنیادی بات ہے وہ بھی ہمیں میسر نہیں ہے تو کیا ہوگا سندھ کا۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں جناب اور آپ کے توسط سے، یہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں

بڑے قابل وزیر اطلاعت وہ یہ بتائیں کہ سندھ کا کیا ہو گا؟ آج ہی میں نے ایک statement پڑھا غوث علی شاہ صاحب کا۔ وہ کہتے ہیں کہ ابھی پچاس سے زیادہ ارکان سندھ اسمبلی کی حمایت حاصل ہوگئی ہے۔ اب جناب ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ان کے سیاسی عزائم نہیں ہیں۔ اب پتا نہیں اس آرڈر میں کوئی reasons نہیں دیئے انہوں نے کہ کیوں گورنر کو ہٹا کر Adviser اور پھر نیا گورنر مقرر کیا گیا۔ پہلے میں تو reason تھا کہ جی امن و امان کی صورتحال خراب ہے لیکن اب انہوں نے کوئی reason نہیں دیا۔ انہوں نے ایسے ہی بس گورنر کو ہٹا دیا کیونکہ وہ شاید ان کے معیار پر پورا نہیں اترتا تھا۔ گو کہ میاں صاحب نے بھی کہا ہے کہ سندھ میں امن و امان ٹھیک ہوگیا ہے، پھر انہوں نے یہ بھیجا ہے۔ کیوں ؟ کیونکہ یہ اپنا تسلط سندھ سے نہیں ہٹانا چاہتے۔ کیونکہ سندھ کے وسائل پر یہ directly قابض رہنا چاہتے ہیں۔

سندھ وہ صوبہ ہے جناب جو 65% سے اوپر resources مہیا کرتا ہے مرکز کو۔ ان کو ملتا تو بہت کم ہے، 23% بھی نہیں ملتا آبادی کے لحاظ سے وہاں پر ایک ایئر پورٹ اور دو پورٹ ہیں۔ وہاں سے جو foreign trade ہے وہ 18 billion dollars کی ہوتی ہے جناب اور وہاں resources اتنے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جو یہ سندھ کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ سندھ کو، جو نہ ادھر ہے نہ ادھر ہے۔ اس کو لٹکا رکھا ہے۔ ادھر سے دھکا آتا ہے تو ادھر بال کی طرح چلا جاتا ہے۔ ادھر سے دھکا آتا ہے تو ادھر بال کی طرح چلا جاتا ہے۔ ایسے رکھا ہوا ہے اس صوبے کو جو سیاسی، معاشی، سماجی طور پر ماشاء اللہ کافی قابل تحسین صوبہ ہے۔ اس کی یہ حالت انہوں نے کر رکھی ہے۔

جناب بس اب صرف دو point اور میں عرض کروں گا جو بہت ہی اہم اور ضروری ہیں۔ اس کے بعد میں ختم کردوں گا کیونکہ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔

So, sir, my submission is that so far as the legal position is concerned, I would only quote few articles of the Constitution. The over riding article on this Constitution is Article 2(a) which is preamble, which has become part of the Constitution. Now, in that preamble, the principles of state of Pakistan are highlighted clearly and one of the main principles of state of Pakistan and Federation has been highlighted in this Article 2(a) which has not been suspended

and I would say that it is over riding article. Inspite of suspending all these 14 articles, Article 2(a) shall prevail, which says that;

> "Wherein the territories now included in or in accession with Pakistan and such other territories as may hereafter be included in or accede to Pakistan shall form a Federation wherein the units will be autonomous."

Sir, this is over riding article, which says that all units - four units shall be autonomous, it is mandatory. Now, these articles are not suspended. Therefore, I say that autonomy, as prevails in Punjab, Frontier and Balochistan, it should prevail in Sindh also and they cannot snatch the autonomy from the Province of Sindh.

Now, while adopting the arguments made by Raza Rabbani, I would go to Article 105 which has also not been suspended. Mr. Chairman, this Article 105 is very important Article and this has been violated, I would say, and violation of the articles means violation of the Constitution and there is punishment provided in the Constitution; if any person, body or Government violates the Constitution. I would request you to read with me Article 105.

It says:

> "Subject to the constitution, in the performance of his functions, the Governor shall act in accordance with the advice of the Cabinet or the Chief Minister."

Now Sir, one of the argument made by Mr. Raza is really valid that the powers of Chief Minister are suspended. On the other hand they, while amending the notification, have given powers to Adviser, but here again, I would say that the Article 105, where it goes sir? Article 105 is very much there, which says

that Governor shall act on the advice of only the Chief Minister and the Cabinet. If the powers of the Chief Minister and his Cabinet are suspended, then the Governor should act independently either himself or on directions of Federal Government; which says that they have taken over the functions of the Provincial Government, i.e. Chief Minister and the Cabinet. So, the Federal Government as he has highlighted Article 232 (c), which says:

> "that under it either itself the Federal Government or the Governor can exercise the powers of the government in case of the emergency.

So, therefore, sir, my submission is that there is clear violation of Article 105, Article 2(a) and other Articles 90, 91, 92, 93 of the Constitution. Now I come to the budget Article 119 is not suspended. Article 120 is of course suspended but Article 119 is not suspended.

Now, Sir, I must say that the passing of budget or presentation of budget is the privilege of the National Assembly or the Provincial Assembly. It passes the budget and grants the expenditure. Now, here sir, Adviser has announced the budget under a notification.

اب میں کوشش کروں گا کہ اردو میں اس کا اچھی طرح سے ترجمہ کر دوں۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ اختیارات ان کو چیف منسٹر کے دیئے گئے ہیں۔ چیف منسٹر کو جناب اس آئین میں بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ بجٹ announce کرے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ مجھے چیف منسٹر کا اختیار ہے۔ چیف منسٹر کو تو آئین میں بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ بجٹ announce کرے اور پھر کس کے سامنے، وہ صحافیوں کے سامنے announce کرے۔ اچھا چلیں جناب بجٹ announce کر دیا لیکن اس کو پاس کون کرے گا؟ اس نے خود بھی یہ نہیں کہا ہے کہ announce کا مطلب ہے کہ میں نے پاس کر دیا ہے، جو چیف منسٹر پاس نہیں کر سکتا، جو وفاقی حکومت بھی پاس نہیں کر سکتی۔ اس آئین کے آرٹیکل 120 سے 125 تک suspend کر دیں، جو

اختیار اسمبلی کے ہیں لیکن اس کے اختیارات اس آرٹیکل 232 میں ہیں کہ وہ اختیارات پارلیمنٹ کو جاتے ہیں' legislation کے اختیارات یا اسمبلی کے پاس رہتے ہیں یا پارلیمنٹ کے Joint Session کو جاتے ہیں۔ قومی اسمبلی کو بھی نہیں ہیں اور نہ ہی سینٹ کو ہیں وہ جوائنٹ سیشن میں جاتے ہیں اور وہ اختیارارت ایڈوائزر صاحب استعمال کر رہے ہیں کہ انہوں نے بجٹ announce بھی کر دیا ہے اور یہی نہیں وہ expenditure کر رہے ہیں۔ میں آپ کو اہم مثال دیتا ہوں۔

سابقہ صوبائی اسمبلی جو 1996 میں dissolve ہوئی اس میں گورنر کمال اظفر نے ایک main reason یہ دیا کہ صوبائی حکومت نے 860 ملین روپے' یعنی 86 کروڑ روپے زیادہ خرچ کئے جو اسمبلی سے انہوں نے پاس نہیں کروائے تھے۔ وہ پٹیشن گئی اس وقت کے چیف منسٹر کی طرف سے جو suspend بھی ہو گیا' اسمبلی بھی dissolve ہو گئی۔ اس وقت Finance Adviser نے بھی یہ point out کیا کہ یہ Constitution کی breach ہوئی ہے اور اس لئے یہ expenditure ' پاس نہیں ہوا۔ اس لئے یہ خرچ نہیں ہو سکتا۔ 86 کروڑ روپے خرچ کئے تھے اور اس پر وہ گئے عدالت میں جب سپریم کورٹ کی ruling آئی' اس کے بعد سابق صوبائی وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے اپنی پٹیشن واپس لے لی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ جو آرڈر تھا گورنر کا وہ prevail کرتا ہے کہ 86 کروڑ روپے extra انہوں نے خرچ کئے ہیں' جس کی منظوری انہوں نے نہیں لی تھی۔ اب جناب یہاں پر نہ صرف انہوں نے بجٹ پاس کیا یا بجٹ announce کیا اور پاس کیا لیکن بجٹ کے ساتھ ساتھ جو سپلیمنٹری بجٹ تھا جس کو پاس کرایا جاتا ہے اسمبلی سے' وہ سپلیمنٹری بجٹ بھی انہوں نے پاس کر دیا ہے۔ اتنا دھوکہ' اتنی زیادتی کہ وہ سپلیمنٹری بجٹ جو اس سال 99-1998 میں extra expenditure ہوا ہے' وہ بھی انہوں نے پاس کر دیا ہے۔ اس سال اب پہلی جولائی سے میں کہتا ہوں کہ جو بھی expenditure ہو رہا ہے وہ unconstitutional ہے۔ نہ صرف illegal ہے بلکہ unconstitutional ہے اور اس کا کوئی جواز ان کے پاس نہیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔

میں آئین کے خلاف ورزی کے بارے میں صرف ایک آرٹیکل 119 پڑھوں گا اور اس کے بعد میں اپنی سیٹ لے لوں گا۔ یہ آرٹیکل suspend نہیں کیا گیا۔ کوئی بھی expenditure ہے' اگر وفاقی حکومت میں ہو تو Federal Consolidated Fund میں ' جس میں ایک ہوتا ہے charged expenditure جو grant نہیں ہوتی' اس کی grant نہیں لیتے لیکن گورنمنٹ کے پاس

اس کے departments and Ministries کے اخراجات ہوتے ہیں وہ ہوتا ہے Federal Consolidated Fund اور صوبے میں وہ Provincial Consolidated Fund ہوتا ہے۔ اس کی custody ہوتی ہے صوبائی اسمبلی میں صوبے کی اور مرکز کی قومی اسمبلی میں۔ اس صوبائی فنڈ کی اتنی clear بات کی گئی ہے اس آرٹیکل میں، جو پڑھ کر میں بیٹھ جاؤں گا۔

It says:

> "The custody of the Provincial Consolidated Fund, the payment of money into that fund, the withdrawal of moneys therefrom, the custody of other moneys received by or on behalf of the Provincial Government, their payment into, and withdrawal from, the Public Account of the Province, and all matters connected with or ancillary to the matters aforesaid, shall be regulated by Act of the Provincial Assembly."

تو یہ صوبائی اسمبلی نے نہ تو قانون پاس کیا اور نہ ہی ان کے پاس گیا۔ اس لئے جو بھی expenditure کل سے ہو رہا ہے، یکم جولائی سے وہ بالکل illegal ہے، unconstitutional, immoral ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی، جی خدائے نور صاحب۔

جناب خدائے نور: جناب چیئرمین مہربانی۔ سندھ کے معاملہ پر جب ذہن میں کچھ آتا ہے کہ ہم کہیں تو بہت افسوس ہوتا ہے کہ ہمیں پچاس سال ہو گزرے لیکن ہم نے حالات سے، تاریخ سے عبرت حاصل نہیں کی۔ میں یہ کہوں گا کہ ملک کی سالمیت جمہوریت اور جمہوری نظام میں مضمر ہے۔ جب جمہوریت ہی نہیں ہو گی تو ملک کا جو حشر ہوا وہ ہمارے سامنے ہے کہ ہم اس سے سبق حاصل نہیں کرتے۔ اکثریت کا ہم نے اس وقت بھی احترام نہیں کیا، ملک ٹوٹ گیا۔ آج پھر وہی بات سندھ میں دہرائی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! اگر میری اکثریت نہیں ہے تو یہ ایک جمہوری نظام ہے، جمہوریت ہمیں یہی کہتی ہے کہ جس کی اکثریت ہو گی وہی وہاں حکومت بنائے لیکن ہم اس سے اجتناب کر

رہے ہیں، جتنی بھی خرابیاں اس وقت ملک میں ہیں، امن و امان کی ہیں، لاقانونیت کی ہیں، معیشت کی ہیں، اقتصادی حالت ہے، آئینی بحران آئے، یہ سب کے سب اسی کے ساتھ منسلک ہیں کہ ہم نے جمہوری نظام کو، جمہوری طور طریقے کو نہیں اپنایا۔ بات تو ہم جمہوریت کی کرتے ہیں، اتنی زیادہ کرتے ہیں کہ ہم تھکتے بھی نہیں ہیں۔ میں موجودہ حکومت کو ہی نہیں کہتا بلکہ اس سے پہلے پچاس سال میں جتنی بھی حکومتیں آئیں، سب نے جمہوریت، جمہوریت، جمہوریت کے نعرے لگائے لیکن ہمارا کردار ہماری گفتار سے مختلف ہے۔ کہتے کچھ ہیں، کرتے کچھ ہیں۔ ہمیشہ ہم نے جمہوریت کی نفی کی اور آج بھی میں پھر وہی بات کروں گا کہ سندھ میں ایک صوبائی اسمبلی وجود میں ہے، سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے کہ وہ قانونی کام کر سکتی ہے لیکن افسوس کہ وہاں بجٹ کو ایک press conference میں پیش کر کے جیسے قائم علی شاہ صاحب نے کہا، پیش بھی کر دیا، اب بجٹ کو منظور کون کرے، اسی press conference میں اس کی منظوری بھی ہو گئی، یہ غیر جمہوری طریقہ ہے۔ ہم اس سے یہ کہیں کہ جناب یہ کیوں ہو رہا ہے تو بات وہی آ جاتی ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ اسی مقولے پر اس وقت عمل ہو رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ خدا کے لئے ہوش کے ناخن لیں، خدا کے لئے اس ملک پر رحم کریں، خدا کے لئے اس ملک کی سالمیت کی طرف توجہ دیں کہ اس ملک میں کیا ہو رہا ہے لیکن چونکہ اپنی انا کا مسئلہ ہے۔ صرف چودہ ممبر out of 100 مسلم لیگ کے ہیں اور آج غوث علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ پچاس کی حمایت حاصل ہو گئی ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ وہاں 63-A بھی ہے، آپ نے floor crossing کے بارے میں آئین میں ترمیم کی ہے اور یہاں آپ کہتے ہو کہ پچاس کی حمایت حاصل ہو گئی ہے۔ کیسے ہو گئی ہے؟ کیا وہ اپنی پارٹی چھوڑ کر آپ کے پاس آئے؟ کیا انہوں نے اپنی پارٹی کی پالیسی کو ترک کر کے آپ کی پالیسی کو اپنایا؟ پھر وہی بات ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس، پھر وہی بات آ جاتی ہے آپ زور آور ہیں، آپ کی پارٹی میں کوئی شامل ہوتا ہے یا حمایت کرتا ہے، آپ کی بنچوں پر بیٹھتا ہے تو اس کے لئے کوئی قانون نہیں، کوئی آئین نہیں۔

جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے treasury benches سے، حکومت سے میری یہ گزارش ہو گی کہ ان کو سمجھائیں، treasury benches والوں سے میں کہوں گا کہ اپنی حکومت والوں کو سمجھائیں کہ وہ ایک غیر جمہوری انداز، ایک غیر جمہوری طور طریقہ اختیار نہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ خدائے نور صاحب شکریہ جی۔

جناب خدائے نور۔ میرے خیال میں پانچ منٹ نہیں ہوئے، ابھی تو تین منٹ ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ہو گئے ہیں، ہو گئے ہیں جی، ہو گئے ہیں جی۔ شکریہ جی۔

جناب خدائے نور۔ ہو گئے ہیں ۔ بہرحال آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں یہی کہوں گا وہاں جو کچھ ہو رہا ہے، صحیح نہیں ہو رہا ہے، ملک کی حالت پر رحم کیا جائے اور ایک جمہوری نظام کو اپنایا جائے۔ مہربانی، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ اکرم شاہ صاحب۔

جناب اکرم شاہ خان۔ شکریہ ۔ جناب چیئرمین! سینٹ کے اس اجلاس میں بلوچستان میں Forbes Company کا مسئلہ، کوئٹے کی کانوں کا مسئلہ، پختونخواہ صوبے کی بجلی کی رائٹی کا مسئلہ اور اب سندھ میں گورنر راج کا مسئلہ، ہم اگر اس سے پہلے کے اجلاسوں کو بھی دیکھ لیں تو میں ایمانداری سے یہ کہتا ہوں کہ اب تو ہمیں بولتے بولتے بالکل شرم آتی ہے۔ دوسری طرف کے دوستوں کو سنتے سنتے---- پتا نہیں ان کے کیا احساسات ہیں، یہ ان کے ہوں گے لیکن میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ ہمیں بولتے بولتے شرم آتی ہے۔

جناب چیئرمین! اس ملک میں 97 میں انتخابات ہوئے، کیسے انتخابات تھے اس کے نتائج کیسے تھے۔ یہ نہ صرف ملک کے عوام جانتے ہیں بلکہ پوری دنیا کو معلوم ہے لیکن ان نتائج کو ٹھیک تسلیم کر لیا گیا، درست تسلیم کر لیا گیا اور شروع کے چند مہینوں میں اپوزیشن کی تمام پارٹیوں نے حکومت کے ساتھ مکمل تعاون کا اعلان کیا جس کے نتیجے میں اتفاق رائے سے تیرھویں ترمیم پاس ہوئی، چودھویں ترمیم پاس ہوئی ۔ اس کے فوراً بعد کیا شروع ہوا؟ ملک میں ہنگامی حالت کا نفاذ، فارن کرنسی اکاؤنٹ کا انجماد، احتساب کا عمل، جس نے ساری دنیا میں ہمیں تماشا بنا کر رکھ دیا ہے، عدالت عظمیٰ پر حملہ اور بالآخر اکائیوں کے ساتھ جو پچاس سال سے کالونیوں اور نوآبادیوں کا سلوک چلا آ رہا تھا، پنجاب کی طرف سے سندھ، بلوچستان اور پختونخواہ صوبے کے ساتھ نوآبادی کا قانون چلا آ رہا تھا، اس کو انتہائی شدت دی گئی ۔ پختونخواہ کا مسئلہ، کالاباغ کا مسئلہ، ہمارے صوبے کی گیس کی رائٹی کا مسئلہ، پختونخواہ کا بجلی کا مسئلہ اور بالآخر سندھ میں موجودہ صورتحال کہ وہاں ایک طرف اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اور اسمبلی کی موجودگی میں دوسری طرف غوث علی شاہ

صاحب پریس کلب میں بجٹ پیش کر رہے ہیں' تیسری طرف گورنر صاحب ' گورنر ہاؤس میں بیٹھ کر احکامات جاری کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! سندھ کا کیا قصور ہے۔ پنجاب میں اس وقت اپوزیشن کے شاید دو چار ممبر ہیں دو ڈھائی سو میں سے۔ باقی جگہوں کی اپوزیشن کو انہوں نے کچل کر رکھ دیا ہے۔ سندھ میں شاید اپوزیشن کے ممبروں کی تعداد ذرا زیادہ تھی جس کی سزا دینے کے لئے سندھ کے ساتھ یہ کیا گیا۔ جناب چیئرمین! ہمارے ملک میں وفاقی پارلیمانی جمہوریت ہے لیکن مسلم لیگ' نواز شریف' ان کے دوست ' انہوں نے بار بار اس بات کا اظہار کیا ہے کہ وفاقی پارلیمانی طرز حکومت سے واحدانی طرز حکومت بہتر ہے۔ انہوں نے بار بار اس کا اظہار کیا ہے اور اس کے لئے کوششیں کرتے رہے ہیں۔ سینٹ کو ختم کرنے کی باتیں ہوتی رہیں۔ سینٹ کے اختیارات مزید کم کرنے کی باتیں ہوتی رہیں اور ایک طریقے سے ہم اس ملک کو واحدانی طرز حکومت کی طرف لے جا رہے ہیں۔

اگر واقعی یہاں پر ایسی سوچ موجود ہے تو صاف صاف بتا دینا چاہیئے۔ اگر ہم اس ملک میں وفاقی پارلیمانی جمہوریت برداشت نہیں کر سکتے ' ہم اس ملک کو وفاقی طرز پر نہیں چلا سکتے ' ہم یہاں قوموں کے حقوق تسلیم نہیں کرتے تو پھر اس کی بات کی جا سکتی ہے لیکن اگر سازشوں کے ذریعے آپ اس چیز کی طرف بڑھیں گے تو جناب چیئرمین! میں کہتا ہوں کہ یہ قدرتی بات ہے کہ اس کے ردعمل میں جب آپ فیڈریشن کے خلاف سازش کریں گے تو لوگ کنفیڈریشن کی طرف جائیں گے ' جب آپ فیڈریٹنگ یونٹس کے حقوق تسلیم نہیں کریں گے تو لوگ آزادی کی طرف جائیں گے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ یہاں اس وقت سینٹ میں موجود واحد خاتون سپیکر نے انتہائی جرأت سے کہا کہ حالات ایسے ہو چکے ہیں ' یہ ان کی خواہش نہیں ہے ' وہ ایسا نہیں چاہتے۔ میں ان کی جرأت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ اگر یہ رویہ ہمارے ساتھ رہا ' انہوں نے صرف سندھیوں اور مہاجروں کا نام لیا تو پھر سندھی اور مہاجر پاکستان میں نہیں رہیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ پھر کوئی قوم بھی نہیں رہے گی۔ یہ کسی کی خواہش نہیں ' یہ کوئی دل سے نہیں چاہتا ' کسی کو یہ شوق نہیں ہے کہ اتنے بڑے ملک کو ہم چھوٹے چھوٹے ملکوں میں تقسیم کریں لیکن یہاں جو صورتحال ہے ' جو حالت ہے ' جو یہاں پر colonial رویہ قوموں کے ساتھ' federating units کے ساتھ اپنایا گیا ہے' میرے خیال میں برٹش رول میں بھی ایسا نہیں ہوا ہے جو آج سندھ میں ہو

رہا ہے کہ ایک طرف گورنر راج ہے ، دوسری طرف اسمبلی بحال ہے۔ جو قانونی ، آئینی مسائل تھے وہ رضا ربانی صاحب اور قائم علی شاہ صاحب نے بڑی تفصیل سے بتا دیئے۔ یہاں جو colonial system ہے، انگریز کی ہم colony رہے لیکن اس کے کچھ آئین ، قوانین تھے ۔ اس طرح بغیر کسی آئینی طریقے کے جو رویہ اپنایا جا رہا ہے میں ایک پاکستانی کی حیثیت سے ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ مہربانی کریں۔ آپ نے جو اتنے محاذ ملک کے اندر کھول رکھے ہیں اپنے عوام کے خلاف مہنگائی کی صورت میں، بدامنی کی صورت میں ، ٹیکسوں کی شکل میں ، فرقہ پرستی کی شکل میں، سب کی سرپرستی آپ کرتے ہیں ۔ یہاں آپ نے فیڈریٹنگ یونٹس کے خلاف محاذ کھول رکھا ہے، آپ نے صوبوں کے خلاف محاذ کھول رکھا ہے، یہاں پر بسنے والی قوموں کے خلاف محاذ کھول رکھا ہے، بہت ہو چکا، خدا کے لئے اس کو بس کریں ، اس کو رہنے دیں اور اس ملک میں قوموں کے حقوق کو تسلیم کریں، عوام کے حقوق کو تسلیم کریں۔ جمہوریت ، پارلیمنٹ اور اداروں کو چلنے دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ مجھے اس اہم موضوع پر چند گزارشات پیش کرنے کا موقع فراہم کر رہے ہیں۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ آپ مجھے ڈسٹرب نہیں کریں گے۔ میں چند باتیں مختصر ہی کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : میں نے کبھی آپ کو ڈسٹرب کیا ہے؟ آپ کو کوئی اعتراض ہے؟ وقت کے بارے میں، میں آپ کو کہوں گا جو میں نے سب کو کہا ہے۔ وقت کا خیال رکھیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : نہیں، میں معذرت چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ ایک حقیقت ہے۔ یہ ہمارے ملک کا ایک المیہ ہے کہ یہاں حکمران جو بھی آتا ہے۔ اس کی ساری کوششیں ہوتی ہیں کہ یہ سارا پاکستان، ساری فیڈریشن یا سارے federating units اس کے تابع ہوں۔ اگر وہ جمہوری طریقے سے اس کے تابع نہیں ہوتے یعنی اگر ووٹ کے ذریعے وہ اس کے تابع نہیں آتے تو پھر وہ طاقت کے ذریعے اور غیر آئینی طریقے سے اس کو زیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مسلح طاقت جس کو ہم ریاستی تشدد کہتے ہیں، سیاسی دہشت گردی کہتے ہیں، وہ

اس کو بھی استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ یہ روایت آج کی نہیں ہے کہ یہ موجودہ حکومت کر رہی ہے۔ بد قسمتی سے یہ روایت ماضی سے اس ملک میں چلی آ رہی ہے۔ یہ ایک بہت ہی غیر جمہوری اور آمرانہ انداز ہے۔ اس کی آپ کافی مثالیں دے سکتے ہیں۔ جیسے ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے وقت بلوچستان میں حکومت چونکہ وفاقی حکومت کے تابع نہیں تھی یا پختونخواہ صوبے میں جو حکومت تھی۔ آپ دیکھیں یہ ظلم ہے، المیہ ہے کہ اس کو بھی آپ نے تابع لانے کے لئے اقلیتی حکومت بلوچستان میں قائم کی۔ دنیا کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا۔ ۷۳-۱۹۷۲ء میں وہاں اقلیتی حکومت مسلط کی گئی تھی۔ دونوں صوبوں کو اپنی نمائندگی سے محروم کر دیا گیا تھا۔ یہ ایک تاریخی المیہ ہے۔ ہم اس سے سبق حاصل نہیں کر رہے ہیں۔

چیئرمین صاحب! گزارش یہ ہے کہ جب یہ ہنگامی حالات کا نفاذ ہو رہا تھا۔ اس وقت بھی ہم نے عرض کیا تھا کہ آپ اس کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اس حکومت نے ایوان کے اندر، مشترکہ اجلاس کے دوران یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ کسی بھی صورت میں ہم ہنگامی حالات کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہیں کریں گے۔ عام شہری کی آزادیوں کو پامال نہیں کریں گے۔ جمہوری اور آئینی طریقہ حکمرانی سے نہیں ہٹیں گے۔ مگر practice کیا ہے۔ practice ہمارے اور آپ کے سامنے ہے کہ سب سے پہلا شب خون سندھ کے اوپر مارا گیا۔ اب دیکھیں کہ سندھ ملک کا دوسرا بڑا صوبہ ہے۔ آبادی کے لحاظ سے اور ذرائع پیداوار کے لحاظ سے اگر نمبر one نہیں ہے تو نمبر ۲ ضرور ہے۔ ان کی اسمبلی موجود ہے مگر اسے کام نہیں کرنے دیا جا رہا ہے۔ یہ جمہوریت میں مذاق ہے۔ ایک طرف تو ہم جمہوریت کے دعویدار ہیں۔ وفاقی پارلیمانی نظام کے دعویدار ہیں۔ وفاقیت کے دعویدار ہیں۔ قوموں کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کی زبان اور ثقافت کا احترام کریں گے۔ گوکہ مانتے نہیں ہیں۔ کثیرالاقوامی ملک ہونے کے باوجود اس حقیقت کو نہیں مانتے ہیں لیکن دبے دبے زبان میں کہتے ہیں کہ ان کی زبان اور ثقافت کا احترام کریں گے۔

چیئرمین صاحب! ایک گورنر کو محض اس لئے ہٹایا گیا کہ اس گورنر نے ان کے منصوبوں پر عمل درآمد کرنے سے انکار کیا یعنی اسے غیر جمہوری انداز سے ہٹایا گیا۔ صوبائی حکومت کے نام پر جو advisers مقرر کئے گئے ہیں یہ بھی غیر آئینی اور غیر جمہوری ہیں۔ ایک منتخب اسمبلی موجود ہے اور پھر اس اسمبلی کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ قانون سازی کر سکتی ہے۔ معطل صرف

اس حد تک ہے کہ وہ منتخب کابینہ نہیں بنا سکتی۔ یہ تماشا بھی دیکھ لیں۔ وہ اسمبلی جس میں واضح طور پر حزب اختلاف کی دو پارٹیوں کے پاس اکثریت ہے۔ یہ بھی نہیں کہ ان کے پاس اکثریت نہیں ہے۔ ان کے پاس واضح اکثریت موجود ہے۔ آج بھی اگر وہاں کی اسمبلی کو اجازت دی جائے تو وہ اپنا لیڈر آف دی ہاؤس منتخب کرسکتی ہے۔ وہ اپنی کابینہ بنا سکتی ہے۔ بہانہ یہ ہے کہ جناب گورنر راج اس لئے نافذ کیا گیا ہے کہ امن و امان کا مسئلہ ہے۔ اب تو امن و امان کا مسئلہ نہیں ہے۔ اب تو اس کو ختم ہونا چاہیئے۔ 232(C) یہ ہنگامی حالت کے نفاذ کا بہانہ لے کر اس آرٹیکل کے تحت غیر معینہ مدت کے لئے گورنر راج نافذ کیا گیا ہے۔ گورنر بھی اپنی مرضی کا لایا گیا ہے۔ اور Advisory Council مقرر کی گئی ہے۔ چیئرمین صاحب یہ اس ہنگامی حالات کا غلط استعمال نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اس سے message دیا جاتا ہے کہ اسمبلی کی قوت موجود ہے، حکومت بنا سکتے ہیں جبکہ سندھ کے عوام کو ان کی منتخب صوبائی حکومت سے محروم کیا گیا ہے۔ وجہ کیا ہے کہ سندھ میں پیپلز پارٹی اور MQM کو اکثریت حاصل ہے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ اگر پیپلز پارٹی اور ایم، کیو، ایم اور مسلم لیگ کی آپس میں نہیں بنتی ۔ یعنی حذب اختلاف کا رول ہے تو اس کی سزا وہاں کے ووٹرز کو وہاں کے عوام کو کیوں ملتی ہے کہ ان کے اوپر ایک غیر منتخب Advisory Council مسلط کی جائے۔ ان کا کیا قصور ہے اور پھر message سندھ کے عوام کے سامنے یہ جاتا ہے کہ جناب آپ تیسرے یا چوتھے درجے کے شہری ہیں۔ ویسے تو ساری جو محکوم قومیتیں ہیں ان کے لئے message یہی جاتا ہے کہ آپ ہمارے تابع فرمان بن کر رہیں۔ تیسرے چوتھے درجے کے شہری ہیں۔ نہ آپ کو وفاق میں نمائندگی کا حق حاصل ہے، نہ development programme میں آپ کو شریک کیا جا سکتا ہے۔ نہ آپ کو وفاق میں نمائندگی دی جا سکتی ہے۔ نہ آپ کو زندگی کے تمام شعبوں میں at par لایا جا سکتا ہے یہ تو عام message ہے۔ جب بلوچستان کے ساتھ اسمبلی اور حکومت موجود ہے، پختون خواہ کے ساتھ اسمبلی اور حکومت موجود ہے، پنجاب کے ساتھ اسمبلی اور حکومت موجود ہے تو پھر سندھ کے عوام نے کیا قصور کیا ہے کہ آپ ان کو اس لئے سزا دے رہے ہیں کہ انہوں نے ووٹ ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کو دیئے۔ یہ تو کوئی logic نہیں ہے۔ آئینی مسائل پر اور دوستوں نے بات کی ہے میں صرف سیاسی بات کرتا ہوں کہ اس طرح سندھ کے عوام کیا تصور کریں گے۔ اس سے پہلے آپ نے Kalabagh Dam ان کے اوپر مسلط کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ وہ اپنی جگہ ایک مسئلہ رہا۔

اس کی وجہ سے کافی الجھن اور کافی مشکلات پیش آئیں۔ پھر ان کی رہی سہی نمائندگی بھی آپ نے چھین لی۔ اس دن آپ کے سامنے یہاں جو سوال جواب ہوتے رہے کہ وفاقی سکریٹری کی حیثیت سے، وفاقی سکریٹریٹ میں یا فارن سروسز میں یا نیم خود مختار، خود مختار اداروں میں ایک ایک آدمی بھی وفاق میں نظر نہیں آتا۔

معاشی طور پر ان کو آپ اپاہج کر کے رکھ رہے ہیں۔ اس تمام صورت حال کا اگر مختصر جائزہ لیں۔ پھر آپ ان کو دے کیا رہے ہیں۔ آپ ان کو یہ impression دے رہے ہیں کہ آپ اس ملک کے سود و زیاں میں شریک نہیں۔ اس سے احساس محرومیت بڑھ رہا ہے اور یہ محرومیت کا نتیجہ ہے کہ پہلی مرتبہ سندھ میں اردو سپیکنگ اور سندھی سپیکنگ قوتیں متحد ہو گئیں۔ ان کا یہ متحد ہونا ضروری بھی تھا، بلکہ اس کو پہلے ہونا چاہیئے تھا کہ بھئی سارے مل کر سندھی کی حیثیت سے، سندھ کی حیثیت سے، سندھی اکائی کی حیثیت سے سندھی بن کر اپنے حقوق کے لئے لڑیں۔ یہ انہوں نے بہت اچھا کیا۔ یہی ایک صورت ہے کہ تمام قومی وحدتیں اور پنجاب کا مظلوم عوام جب تک ان حکمرانوں کو مجبور نہیں کریں گے، حکمران طبقے کو اس کے لئے آمادہ نہیں کریں گے، تب تک اس ملک کے اندر وفاق نہیں چل سکے گا۔ جمہوری کلچر پروان نہیں چڑھے گا۔ اور یہ جو لوٹ کھسوٹ کا نظام ہے، یہ جو جیبیں بھرنے کا نظام ہے، یہ جو پجارو کلچر ہے، کلاشنکوف کلچر ہے،-----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ ڈاکٹر صاحب---

ڈاکٹر عبد الحئی بلوچ۔ صرف ایک یہ عرض کروں گا کہ جب آپ امن کی بات کرتے ہیں تو پھر امن ہمسایہ ممالک کے ساتھ بھی ٹھیک ہونا چاہیئے۔ پھر داخلی طور پر بھی امن ہونا چاہیئے۔ داخلی طور پر cease fire ہونا چاہیئے۔ آج جس صورت حال سے ہم دو چار ہیں بحیثیت قوم، بحیثیت ملک ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ملک کے اندر بھی حزب اختلاف کے ساتھ محاذ آرائی ختم کرنی چاہیئے۔ یکجہتی کے ساتھ ملکر اجتماعی طور پر اس ملک کو معاشی، سیاسی، قومی بحران سے نکالیں اور ایک قوت بن کر، ایک جمہوری کلچر کو فروغ دیں عوام دوستی کے جذبے سے سرشار ہو کر، تمام حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے ایک برادرانہ محبت والا ماحول پیدا کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ حبیب جالب صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ شکریہ جناب۔ آج ہم سیاسی ' آئینی ' اقتصادی بحران زدہ صوبے کی بات کر رہے ہیں جسے شاعروں نے' تاریخ نے وادی مہران بھی کہا ہے۔ آج وادی مہران خون کے آنسو رو رہا ہے۔ آج وادی مہران کے ہر ادارے میں anarchy پھیل گئی ہے۔ افرا تفری کا عالم ہے۔ نہ آئین کی وہاں پاسداری ہو رہی ہے اور نہ ہی عدالتوں کو وہ تمام تر اختیارات دیئے گئے ہیں کہ وہ آئین کی interpretation کر سکیں۔ چیئرمین صاحب! آپ جانتے ہیں کہ آئین بنانے والے ہی آئین کا صحیح دفاع کر سکتے ہیں' پارلیمانی اراکین جو آئین اور legislation کا کام کرتے ہیں وہی آئین کا دفاع کر سکتے ہیں۔ آج وقت آ گیا ہے کہ سینٹ جو فیڈریشن کا نمائندہ ادارہ ہے' ایوان بالا ہے' وہ تمام Constitution کے articles, اس آرڈیننس جس کے تحت اکتوبر میں سندھ میں گورنر راج نافذ کیا گیا تھا' اس کی violation کے خلاف ہم عدالتی' آئینی' سیاسی اور دیگر محاذ پر لڑیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ proclamation جو under Article 234 ہوئی تھی' اس میں یہ ہے کہ

in which the government of the province can not be carried in accordance with the provisions of the Constitution.

میں یہ سمجھتا ہوں کہ خود اس آرٹیکل کا نیک نیتی سے استعمال نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ سندھ میں صوبائی اسمبلی موجود ہے' اگر گورنمنٹ کہیں فیل ہو جاتی ہے' ایک اقلیتی گورنمنٹ اگر کسی صوبے کو چلانے میں فیل ہو جاتی ہے تو اس گورنمنٹ کو تبدیل کرنے کے لئے پہلے ہی صوبائی اسمبلی موجود ہے جو اپنے بندے منتخب کر سکتی تھی اور اس میں گورنر راج نافذ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی جس میں وفاقی حکومت خود یا اپنے کسی نمائندے کے ذریعے گورنمنٹ چلاتی۔

دوسری بات جناب والا! یہ ہے کہ یہ proclamation گورنر راج کا جو کہ اکتوبر میں ایشو کیا گیا' اس کو

at the expiry of two months, unless before the expiry of the period, it has been approved by the resolution of the joint sitting and may, by like resolution, be extended for a further period not exceeding two months at a time. But no such proclamation shall in any case remain enforced for more than... Artilce 234 (3)

جناب چیئرمین! ملاحظہ کیجئے کہ کوئی جوائنٹ سٹنگ طلب نہیں کی گئی' کوئی ایسی چیز

نہیں کی گئی جس میں further اس کی extension کی گئی ہو اور اس کے علاوہ صوبائی اسمبلی کے بجٹ کے اختیارات ہیں اور خود صوبائی اسمبلی سندھ نے اپنے اجلاس میں ایک متفقہ قرار داد کے ذریعے آرٹیکل 125 to 120 جن کو suspend کیا گیا ہے' اس کے خلاف اور بجٹ کے خلاف ایک قرارداد منظور کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے اقدامات ultra vires to the Constitution ہیں۔

اس کے علاوہ تیسری بات جو کہ سب سے اہم ہے وہ یہ ہے کہ فرض کر لیتے ہیں کہ انہوں نے proclamation اس آرٹیکل 234 کے تحت صحیح کیا ہے' فرض کر لیتے ہیں کہ ان کے مطابق یہ ضروری تھا کیونکہ constitution کی provision کی violation ہو رہی تھی ' لہذا ' گورنر صاحب جاتے ہیں اور وہ ساری provisions صراط مستقیم پر دوڑنے لگتی ہیں۔ لہذا' اگر اس کو بھی صحیح مان لیا جائے تو پھر بھی اسی آرٹیکل کے تحت

assume himself or direct the Governor of the province to assume on behalf of the President, all or any functions of the Government of the province.

اس کا مطلب ہے کہ وہ سارے اختیارات ممنون حسین کے پاس ہونے چاہئیں تھے لیکن میں حیران ہوں جناب چیئرمین! کہ اس constitution کی violation اس حد تک ہوئی ہے کہ وزیراعظم صاحب نے اپنے وائسرائے کو بھیجا' جس طرح وائسرائے ہند ہوتا تھا' یہ وائسرائے کس لئے آپ نے بھیجا ہے' یہ ایڈوائزر کون ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ اس کا پوسٹ مارٹم ہو' پہلی بات یہ ہے کہ اس وقت کی گورنمنٹ ایک طرف تو غوث علی شاہ کی حکومت ہے' جو Viceroy from Prime Minister ہے' Adviser to Prime Minister ہے اور وزیراعظم ایک منتخب بندہ ہے وفاقی حکومت میں' قومی اسمبلی سے منتخب بندہ ہے' یہ اسکی طرف سے ہے۔ جبکہ آئین اس کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ direct اپنا کوئی نمائندہ بنا کر کسی ایسے صوبے میں بھیجے جس کی حکومت ایمرجنسی کے نام پر یا امن و امان کی خرابی کے نام پر ختم کی گئی ہو۔

پہلی بات یہ ہے کہ غوث علی شاہ کی حکومت ایک وائسرائے کی حکومت ہے۔ جو آئین کے تحت contradict اس گورنر کو کرتی ہے جس کو صدر نے اپنے اکتوبر کے proclamation کے تحت وہاں بھیجا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ دو طرح کی حکومتیں ہیں۔ گورنر کے حوالے سے گورنمنٹ ، غوث علی شاہ ایڈوائیزر کی طرف سے حکومت ، لیکن ایک تیسری منتخب حکومت موجود ہے'

گو کہ وہ اس وقت کمزور ہے، جو اس وقت اپنے آپ کو ایسا نہیں سمجھتی کہ اپنا لیڈر آف دی ہاؤس بنائے ، اپنا چیف منسٹر بنائے ۔ اس وقت dual power بھی نہیں ہے بلکہ triple power ہے ۔ ایک طرف صوبائی اسمبلی ہے جس کو خاموش کیا گیا ہے ۔ اور ایک طرف گورنر راج ہے جو صدر کے حوالے سے حکومت چلا رہا ہے ۔ تیسرا غوث علی شاہ کی طرف سے ہے جسے سیاسی منتخب وزیر اعظم نے وہاں بھیجا ہے ۔ اب جبکہ سیاسی منتخب وزیر اعظم نے وہاں بھیجا ہے اس کی وجہ سے کیا ہوا؟

نمبر ایک محکموں میں انارکی پھیل گئی ہے ۔ جمہوریت کی بیخ کنی ہو رہی ہے ۔ پولیس کو لاتعداد اختیارات حاصل ہو گئے ہیں ۔ ملٹری کورٹس ہیں ۔ ماورائے عدالت قتل ہو رہے ہیں۔ سیاسی ورکروں کے خلاف آرڈیننس جاری ہوتے ہیں ۔ لیکن یہ چونکہ زیادہ سیاسی گورنمنٹ ہے ۔ سیاسی مینڈیٹ کے ساتھ آئی ہے، اس لئے یہ درپردہ مسلم لیگ کی مرکزی حکومت کے رول کو آہنی ہاتھوں سے منوانا چاہتی ہے۔

نمبردو آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہارس ٹریڈنگ کو پروان چڑھانا چاہتے ہیں۔ نمبر تین بجٹ کو من مانے طریقوں سے استعمال کی آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ صوبائی اسمبلی میں جمہوریت کی جگہ آمریت کو جگہ دینا چاہتے ہیں لیکن جناب چیئرمین! اس کے مضمرات کیا ہونگے؛ نمبر ایک یہ آئین جس میں ۲ (اے) کو اس کے preamble میں part and parcel بنا دیا گیا ہے۔ جس میں یہ ہے کہ پاکستان federating units پر مشتمل ہوگا ۔ اور اس کے سارے یونٹس جو ہیں autonomous and sovereign ہونگے۔ تو یہ بالکل آئین کی روح کی خلاف ورزی ہوگی۔ ایک federation کے سپرٹ کی خلاف ورزی ہوئی، جمہوریت اور اداروں کو خاموش اور نفرت پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ restoration of democracy کا مطالبہ کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ Thank you جی اجمل خٹک ۔ ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔جناب چیئرمین --------

Mrs . Tehmina **Daultana**: Point of order sir , thank you , Mr . Chairman , I just wanted to say, of course Mushahid Hussain Sahib will respond

to the rest of the speeches, but there was just one point which I wanted to make. Since about five months, I keep on leaving every thing and start running towards the Senate because I am told that the legislative business is going to take place. Two bills concerning children, one concerning the child offenders bill, 1995 and another concerning, the Pakistan Commission for the welfare and the protection of the rights of the children bill 1995, two bills sir, they say, we should not have an ordinance, we should have legislative business. The House is here, I keep on running to this House thinking that this is the highest House, the upper House. They are to going to seriously think and who thinks more about anything else other then the childrens the future of this country. You are talking about ordinances what else should one do where such things as Bills for the rights of the childern and bills which........

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

Mrs. Tehmina Daultana: No sir, one point I would like to make, do you know how many childern are suffering in jail because they still.....

Mr. Deputy Chairman: At this time, we are talking on the Sindh situation. You were not here in the morning. You know I have said to every body where are the Ministers? You were not here yesterday and day before yesterday. So at this time we are going on Sindh topic. Please sit down.

Mrs. Tehmina Daultana: I was in the other House. Once I had answered my questions there, I came running here but the House had prorogued. It was not that I was not present and this is what I wanted to explain but when they are speaking about, they think that they are great mortals.

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

Mrs. Tehmina Daultana: One more thing, Nasreen Jalil, I am really ashamed about. A woman saying that we should talk about separations, It's a pity, we have gone through hell, the three years of Benazir's hell, but we never spoke about separation.

(interruption)

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Mr. Taj Haider. Please, no crass talk.

Mr. Taj Haider: If madam only knew the hell that is being let loose in Sindh and the kind of feelings that are developing in Sindh, then perhaps, she would not be so angry.

جناب عالی! تمام آئینی اور قانونی پہلوؤں پر معزز سینیٹروں نے بڑی تفصیل سے بات کی ہے اور اس بات کو واضح کیا ہے جو سیدھی سی ہے جو ہر ایک کی سمجھ میں آتی ہے، جو ہر ایک جانتا ہے کہ جو کچھ سندھ میں ہو رہا ہے اس کا اصل مقصد کیا ہے۔ and sir, if you understand the aims and objectives of this Government in Sindh, then every thing will fall into place, and we will understand کہ کیوں کوئی خاص اقدام کیا جا رہا ہے۔ روز اول سے اصل مقصد یہ ہے کہ سندھ جہاں پر میاں نواز شریف کو support حاصل نہیں، اگر support ہے بھی تو بہت کم ہے، وہاں پر کس طرح اس جماعت کو، جس کو سندھ کے عوام کی اکثریت حاصل ہے، اقتدار سے الگ رکھا جائے کس طرح وہاں پر اقلیت کی حکومت قائم کی جائے۔ اس بنیادی نکتے کو اگر ہم سمجھ لیتے ہیں تو ہماری سمجھ میں وہ elections، وہ coalitions، وہ emegercy، وہ Governor's Rule اور حالیہ تمام اقدامات سب کے سب سمجھ آ جاتے ہیں۔

جناب عالی! جب election ہوا تو اس میں چودہ سیٹیں آئیں۔ اس کے بعد یہ کوشش کی گئی کہ وہاں پر ایک coalition بنایا جائے۔ اس coalition کے ذریعے سندھ پر حکومت قائم کی جائے۔ ان کو حق ہے، وہ کسی بھی جماعت سے معاہدے کر سکتے ہیں ان کی support لے سکتے

ہیں اور اس کی شرائط مقرر کر سکتے ہیں۔ انہوں نے ایم کیو ایم سے ایک معاہدہ کیا۔ اس معاہدے کی بعض شقوں پر ہمیں اعتراضات تھے اور ان اعتراضات کو یہاں پر آ کر کہا اور یہ بات سامنے آگئی ہے اور واضح ہو گئی ہے کہ وہ ایک سودے بازی کی گئی تھی اور ایک طریقہ اختیار کیا گیا تھا جو مناسب طریقہ نہیں تھا۔ اس کے نقصانات ہمیں اٹھانے پڑے۔ ظاہر ہے کہ جب یہ coalition بن رہا تھا تو کچھ تیسری قوتیں بھی تھیں جن کے ذمے اس ملک کی security اور integrity ہے ان کو بھی خدشات تھے and they wanted to expressed their apprehensions and they expressed their apprehensions اور اس طریقے سے compromise کیا گیا کہ ایک serving Lieutenant General کو، جس کو شاید retire ہوئے ہفتہ یا دس دن ہوئے تھے، آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کیونکہ آئین کے تحت retirement کے بعد انہیں دو سال مکمل کرنے ضروری تھے، ان کو Governer کے slot پر لایا گیا۔

جناب عالی! coalition معاہدے میں Governor ایم کیو ایم کا ہونا تھا لیکن Governor ایم کیو ایم کے نہیں ہوئے، وہ Lieutenant General تھے۔ جناب یہ سلسلہ چلتا رہا کیونکہ اس کی بنیاد اس پر تھی، اس کے سامنے مقصد یہ تھا کہ کس طریقے سے اقلیت کو وہاں پر حاوی کیا جائے اور کس طریقے سے will of the people کو وہاں پر ٹھکرایا جائے۔ اس لئے fractions پیدا ہونے شروع ہوئے، بداعتمادیاں پیدا ہونی شروع ہوئیں، every body cannot get his way at the same time اور اس وجہ سے وہ coalition پارا پارا ہوا اور وہ بکھرا۔ یہاں تک کہ emergency کے نفاذ تک آ گئے اور مجھے یہ عرض کرنے دیجئیے اور اب events نے یہ بات بالکل سامنے رکھ دی ہے کہ ملک میں emergency اس وجہ سے نہیں لگائی کہ ملک sanctions کے خوف سے کسی مالی دشواری کا شکار ہو گا۔ اس کے لئے Constitution میں provision موجود تھی، financial emergency لگائی جا سکتی تھی اور اگر اس atomic دھماکے کے بعد بھی IMF ہمیں loan release کر دیتا ہے-----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تاج حیدر صاحب ذرا جلدی کریں۔

Mr. Taj Haider: Sir, I am Sindhi and you had allowed 15 minutes. Sir, I have not taken 15 minutes.

جناب اس کے بعد بھی IMF کا fund release ہو جاتا ہے یا اس کے بعد loans کو reschedule کیا جا سکتا ہے where are the sanctions, where is the financial emergency, emergency کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ سندھ کے اوپر کس طریقے سے اپنے hold کو برقرار رکھا جائے۔ اور وہ coalition جو بکھر رہی تھی، جس کے structure کے اندر fissures پڑ گئے تھے اور cracks آ رہے تھے اس کو کس طریقے سے قابو میں رکھا جائے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں پر گورنر رول لگایا گیا اور گورنر رول کے ساتھ پہلا move یہ کیا گیا کہ جناب غوث علی شاہ صاحب جو کہ وہاں کی مسلم لیگ کے صدر ہیں، ان کو چیف ایڈوائزر مقرر کیا گیا۔ اس طریقے سے ایک نئے خوف نے جنم لیا ہے۔ وہ لوگ جو کہ سیکورٹی اور integrity کے ذمہ دار ہیں they express their apprehensions and they blocked the appointment of Syed Ghous Ali Shah in Sindh انہوں نے اس کو روکا۔ یہ ایک tension وہاں پر چلی۔ وہاں پر جنرل معین الدین حیدر گورنر تھے اور neutral طریقے سے چل رہے تھے، قانون کی پاسداری کر رہے تھے جو extrajudicial killings وغیرہ وہاں پر ہو رہی تھیں ان پر انہوں نے judicial enquiries مقرر کی تھیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہر قدم پر، ہر جگہ ان کو روکا جا رہا تھا، ان کو بلاک کیا جا رہا تھا۔

جناب عالی! اس کے بعد یہ ایکشن لیا گیا اور جیسا کہ سینیٹر قائم علی شاہ صاحب نے واضح کیا کہ کوئی وجہ نہیں تھی the government has not given any explanation or any reason for appointing Finance Secretary of Pakistan Muslim League as Governor of Sindh and replacing Gen. Moin-ud-Din لیکن اس کے فوراً ہی بعد جو move ہوتا ہے وہ یہ کہ وہ جو پرانا پلان تھا کہ کس طریقے سے سید غوث علی شاہ صاحب کو وہاں حاوی کیا جائے اس plan کو materialize کیا گیا۔ اس plan کے تحت سید غوث علی شاہ صاحب کو لایا گیا۔ اس کے بعد Constitution 6 Articles کے مزید معطل کئے گئے اور ٹوٹل 14 Articles اس وقت Constitution کے معطل ہیں۔

جناب عالی! اس کے side effects ہیں۔ سب سے بڑا side effect یہ ہے کہ آپ اگر ایک غلطی کر رہے ہیں تو اس غلطی کو justify کرنے کے لئے آپ کو بار بار غلطی کرنی پڑ رہی ہے۔ آپ کو دس غلطیاں اور کرنی پڑ رہی ہیں ۔ آپ اگر اب وہاں سے نکلنا بھی چاہیں گے تو یہ کمبل آپ کو نہیں چھوڑے گا کیونکہ بنیادی بات یہ ہے کہ آپ اس دلدل میں مزید پھنستے جا رہے

ہیں اور نئے problems وہاں پر develop ہو رہے ہیں۔

جناب عالی! لوگ وہاں پر آج یہ کہہ رہے ہیں کہ جس وقت افواج پاکستان بارڈرز کے اوپر مصروف تھیں، جس وقت ہماری سیکورٹی کو dangers تھے۔ آپ نے اس cover کے اندر you are trying to recapture the sindh آپ نے وہاں سے اس third power کو ہٹایا۔ آپ نے وہاں پر اس پاور کو، کہ جس کو عوام کی حمایت حاصل نہیں ہے، اس کو وہاں پر مسلط کیا ہے۔

جناب عالی! یہ صورت حال ہے اور اس کے اگلے جو steps ہو رہے ہیں جس میں Ghous Ali Shah makes no secret, that he will buy the loyalties of Members of the Pakistan Peoples Party and MQM, I want to tell him this is not possible ایم کیو ایم کے لوگ پیپلز پارٹی کے لوگ those of us who have voted for the 14th amendment ہم کبھی we are not a sellable commodity وہ کتنی ہی کوشش کر لیں، انہوں نے دو ممبر لئے ہیں، پہلے انہوں نے بلوچستان میں اس طریقے سے کچھ ممبرز کو خریدنے کی کوشش کی ہے there will be a backlash یہ حرکتیں کبھی کامیاب نہیں ہوں گی۔ اگر بلوچستان کی اسمبلی میں یہ چیز justified ہے اور سندھ کی اسمبلی میں بھی justified ہے تو کل کو آپ اس بات کے لئے بھی تیار رہیں کہ نیشنل اسمبلی میں بھی ہارس ٹریڈنگ ہوگی اور اس میں بھی یہ justified کی جائے گی۔

جناب والا! اس کے failure کے بعد دوسرا plan بھی ہے۔ میں ایوان پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ ہے کہ اگر یہ مصنوعی اکثریت سندھ اسمبلی میں نہ بنائی جاسکے تو سندھ اسمبلی کو dissolve کیا جائے اور وہاں پر بوگس الیکشن کرائے جائیں۔ یہ انتہائی خطرناک راستہ ہے۔ میں اس حکومت کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں اگر وہ اس راستے پر چلے تو پھر سندھ بہت آگے نکل جائے گا۔ سندھ کو واپس لانا مشکل ہو جائے گا۔

جناب عالی! میں عرض کر رہا ہوں اس وقت جو صورت حال ہے محترمہ نسرین جلیل صاحبہ نے جس چیز کی طرف اشارہ کیا ہے، وہ ہال جس میں پاکستان کی قرارداد پاس ہوئی تھی، اس ہال کے اندر جو تقاریر ہو رہی ہیں اس ہال کے باہر اس سے کہیں زیادہ باتیں ہو رہی ہیں۔ they want to caution you وہ آپ کو بتانا چاہتے ہیں۔ وہ آپ کو خبردار کرنا چاہتے ہیں۔ محترمہ نسرین جلیل آپ کو خبر دار کرنا چاہتی ہیں کہ آپ معاملات کو کس حد تک سندھ میں لے گئے ہیں جب تک

سوار رہتے ہیں۔ سندھ میں جو کچھ ہوا

reason نہیں تھا سوائے اس کے کہ سندھ کے لوگ

پاکستان پیپلز پارٹی اور محترمہ بے نظیر بھٹو کی قیادت کی طرف دیکھ رہے تھے اور اس لئے پاکستان کی federation قائم ہے۔ آپ اس تمام چیز کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب۔ بلیدی صاحب، پانچ منٹ میں آپ کو دیتا ہوں، پھر اجمل صاحب آپ کی باری ہو گی۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے اس اہم مسئلہ پر بولنے کی اجازت دی۔ یقیناً میں حیران ہوں کہ یہاں جس کی بھی حکمرانی رہی ہے، ان کی یہ خواہش رہی ہے کہ تمام صوبوں میں ان کی حکومت ہو۔ اس کے برعکس آپ انڈیا میں دیکھیں، مرکز میں کسی اور کی حکومت ہے اور صوبوں میں کسی اور کی حکومت ہے۔ جب کوئی وزیراعظم بن جاتا ہے پاکستان میں تو اس کی یہ خواہش ہوتی ہے، اسے ہوس ہوتی ہے کہ تمام صوبوں میں میری حکومت ہو چاہے وہاں میری majority بھی نہ ہو۔ میں یہ حق کسی کو نہیں دوں گا کہ صوبائی حکومت کسی اور کی ہو۔ اسی وجہ سے ڈھاکا کا مسئلہ ہوا۔ وہاں اس وقت اس کی majority تھی لیکن اس وقت کے حکمران نے کہا کہ نہیں! میں اس کو accept نہیں کرتا ہوں تو وہ مجبور ہو گئے اور انہوں نے علیحدگی اختیار کی۔

اب سندھ کا مسئلہ ہے۔ سندھ پاکستان کا دوسرا بڑا صوبہ ہے۔ وہاں جبری طور پر قانون کو violate کرکے، وہاں کی صوبائی اسمبلی کو cross کرکے، انہوں نے گورنر راج نافذ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے emergency بھی نافذ کی اور اب جو انہوں نے غوث علی شاہ کو وہاں Special Adviser کے طور پر مقرر کیا ہے، میں نہیں سمجھتا کہ یہ آئین کی پاسداری ہے، جمہوریت کی پاسداری ہے۔ یہ ملک کو کس طرح چلا رہے ہیں؟

آپ یہاں سینیٹ کو دیکھ لیں۔ نیشنل اسمبلی میں تو موجودہ حکومت کی اکثریت ہے۔ جناب چیئرمین! یہاں آج جب اجلاس شروع ہوا تو ایک منسٹر بھی سینیٹ کے اجلاس میں موجود نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سینیٹ واحد ادارہ ہے جہاں تمام صوبوں کی نمائندگی برابر ہے اور یہاں چونکہ Opposition is very strong اس وجہ سے حکومت نہیں چاہتی کہ اس کو کوئی اہمیت

دے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس کی افادیت' اس کے اختیارات کو ختم کیا جائے۔ "

یہاں پارلیمنٹ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں چاہتے۔ ,We want change of system not change of person. ہم اداروں کو مستحکم دیکھنا چاہتے ہیں جناب چیئرمین۔ یہاں جو شخصیت حکمران بن جاتی ہے' یہ آج مسلم لیگ کی بات نہیں ہے' پیپلز پارٹی کا بھی یہی رول تھا' یہاں کبھی میاں' کبھی بیوی ہم پر مسلط کی جاتی ہے' لیکن کسی نے پرواہ نہیں کی' بلوچستان کے ساتھ جو کچھ جبراً کیا گیا' وہاں کی حکومت کو ختم کیا گیا' وہ کسی کی حکومت تھی۔ یہاں یہی بدقسمتی ہے۔ جب تک یہاں کا system صحیح نہیں ہوگا اس وقت تک یہاں کوئی بہتری کے آثار دکھائی نہیں دیں گے۔

اس لئے جناب چیئرمین! میں مشورہ دیتا ہوں کہ جہاں تک سندھ میں law and order کا مسئلہ ہے تو اس کا حل یہ ہے کہ وہاں all parties conference بلائی جائے۔ وہاں کے منتخب نمائندوں سے مشورے کئے جائیں۔ ان کے مشورے سے صوبائی اسمبلی کو بحال کرکے ان کی حکومت بنائی جائے اور ان سے مدد لے کر وہاں کے law and order کو control کیا جائے۔ یہ اس کا حل نہیں ہے کہ جبر کیا جائے اور ایک شخص' جس کی آئین بھی اجازت نہیں دیتا' پریس کانفرنس میں ایک بجٹ کو پیش کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ المیہ ہے پورے ملک کے لئے۔ اگر ہم بیرونی دنیا کو یہ مثال دیں تو وہ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں کہ یہ کیا ہے۔ بغیر وزیر خزانہ کے وہاں کا وزیر اعلیٰ بھی بجٹ پیش نہیں کرسکتا آئین کے مطابق۔ لہذا میرا مشورہ یہ ہے کہ وہاں جو جبری نظام ہے اس کو ختم کیا جائے اور وہاں کی صوبائی اسمبلی کو بحال کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب۔ جی جناب خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک: شکریہ جناب چیئرمین۔ مجھ سے پہلے پارٹی لیڈرز اور سندھ سے تعلق رکھنے والے ممبران نے جو کچھ کہا اس سے نہایت وضاحت کے ساتھ' سند کے ساتھ' دلیل کے ساتھ یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حکومت نہ صرف سندھ بلکہ پورے ملک میں غیر آئینی اقدام کر رہی ہے۔ چونکہ اب مسئلہ زیر غور سندھ کا ہے اور وہاں غیر آئینی' غیر قانونی جو عمل کیا اور اسمبلی کو پامال کیا گیا ہے' اس کے بارے میں نسرین جلیل کا یہ کہنا کہ کیا یہ عمل ملک کی تباہی کا نہیں ہے' میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ اگر یہ عمل جاری رہے تو یہ ملک کی تباہی

کا عمل ہے اور یہ آج کے حالات میں تو اور بھی زیادہ تباہ کن ہے کیونکہ ان نازک حالات میں تو ایک سادہ انسان بھی سمجھتا ہے کہ جب گھر کے باہر آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گھر کو جلانے کے لئے تو گھر کے اندر بارود یا چنگاریوں پر پٹرول ڈالنا عقلمندی نہیں ہے۔ یہ ہماری حکومت اسی طرح کر رہی ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کے رویہ سے ملک کے استحکام کو بھی خطرہ ہے اور آج کے حالات میں تو بہت زیادہ نادانی ' اگر نادانی کا لفظ غیر پارلیمانی نہ ہو تو میں یہ لفظ استعمال کروں گا اور اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ یہ کہا گیا ہے لیکن میں اشارۃً کہوں کہ حکمرانی کا جنون ہے اور حکمرانی کے جنون کو ایک موقع مل گیا law and order کے نام سے کراچی میں کام کرنے کا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکمرانی کے جنون کے لئے یا law and order کی ضرورت کے لئے جو کچھ ہو رہا ہے یہ علاج نہیں ہے بلکہ یہ جیسے میں نے کہا کہ آگ پر پٹرول ڈالنے کے مترادف ہوگا۔

مختصراً کہہ دیتا ہوں' ہم سمجھتے ہیں کہ law and order کا مسئلہ ہو یا سندھ کو سنبھالنے کا یا ملک کے اتفاق کا یا پورے ملک کو سنبھالنے کا' یہ سب اتنا مشکل نہیں ہے۔ البتہ حکومت کا رویہ چاہیئے۔ سندھ کے بارے میں تو میں کہہ دیتا ہوں کہ ہاں جو تقریریں میں نے سنیں اور وہاں کے حالات کی طرف جب دیکھتا ہوں تو یہ warning ہے یا میں اس کو نوشتہ دیوار کہہ سکتا ہوں۔ اس پر حکومت کو توجہ دینی چاہیئے کیونکہ یہ حل کی طرف نہیں بڑھ رہے ہیں۔ جیسے کہا گیا کہ یہ مزید پیچیدہ ہونے اور مزید خراب تر ہونے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

میں اپنے تجربے کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ سندھ کا مسئلہ یا کراچی کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے لیکن حکومت کا رویہ اس کو حل کرنے کا نہیں ہے۔ صرف اپنے اقتدار کے جنون کے لئے۔ میں تو اپنے تجربے کی بناء پر بھی کہہ سکتا ہوں کہ ایم کیو ایم' جس کے بارے میں بہت سی چیزیں' بہت سی باتیں مشہور ہیں' میں اس بات کا گواہ ہوں اور آج بھی میں اپنی گفتگو کے نتیجے میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر approach صحیح ہو' حق کی بنیاد ہو' انصاف کی بنیاد ہو' قانون' آئین' شریعت ہو تو معاملہ حل ہو سکتا ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ملک میں امن رکھیں ۔ بات چیت کی ہم نے تائید بھی کی اور کر رہے ہیں ہم اس کے لئے بہت سرگرم ہیں۔ اگر ملک کے اندر یکجہتی پیدا کرنے کے لئے اور کراچی اور سندھ کے مسئلہ کے حل کے لئے بھی ہم اس طرح سے کوشش کریں تو مجھے یقین ہے کہ ہم کامیاب ہوسکتے ہیں۔ نہیں تو جیسے بہت سی باتیں ہم

نے سنیں اگر یہی اقتدار اور حکمرانی کا جنون رہا law and order کی ضرورت کے تحت، تو یہ جو کچھ کہا گیا ہے، بہت کچھ کہا گیا ہے اس سلسلے میں، اور میں اس میں مزید اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ یہ عمل جاری رہے تو بات جو کہی جا رہی ہے، اس سے زیادہ اس حد تک بڑھ جائے گی کہ کسی کے پاس بھی اس کا علاج نہیں ہوگا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Mr. Mushahid sahib, do you want to speak ?

جناب مشاہد حسین سید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پہلے تو میں بڑا ممنون ہوں اپنے دوستوں کا، معزز سینیٹر صاحبان کا کہ بڑی اچھی بحث ہوئی ہے، issue oriented ہوئی ہے، focussed ہوئی ہے اور یہی مقصد ہے پارلیمنٹ اور جمہوری اداروں کا۔ خاص طور پر رضا ربانی صاحب نے کافی قانونی دلائل دیئے۔ وہ legal expert بھی ہیں اور جو آخری تقریر تھی اجمل خٹک صاحب کی وہ ایک بڑی statesman like speech تھی۔ آپ نے بڑی اچھی بات کی کہ ہم مسئلہ کا حل چاہتے ہیں، اسی لئے ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ یہ جو کئی دفعہ سندھ کی situation پر Opposition کا رویہ اپنی political considerations کی وجہ سے تبدیل ہوتا ہے۔ جب ہمارے لیاقت جتوئی کی حکومت تھی، اس وقت ہماری coalition تھی ایم کیو ایم کے ساتھ۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ یہ حکومت فیل ہوگئی ہے اور Governor's Rule لگایا جائے اور دہشت گردی کا خاتمہ کیا جائے۔ ہم نے اپنی حکومت dismiss کی۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہم میں اقتدار کی کشمکش نہیں۔ ہم نے اپنی Government sack کی جو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہے اور یہ credit جانا چاہیئے مسلم لیگ کو۔ ہم نے کہا کہ we want to restore law and order. جب وہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے فوجی گورنر لگادیا ہے۔ یہ تو بڑی غلط بات ہے۔ کوئی سیاسی بندہ ہونا چاہیئے تھا۔ ادھر انہوں نے کہا کہ فوجی کو نکالیں، ہم نے اس کی جگہ ایک سیاسی بندہ لگایا، a son of the soil from Sindh, Syed Ghous Ali Shah جو ایم پی اے اور ایم این اے دونوں الیکشن جیتا 1997 میں، 1993 کے الیکشن میں he got 52000 votes, which were the highest votes retained by anybody inside Sindh. بلکہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے اس الیکشن میں صرف 58000 ووٹ تھے۔ اس قسم کا موقف انہوں نے پیش کیا۔

پھر جب ہم نے موٹر وے کا سلسلہ شروع کیا تو انہوں نے کہا کہ جی موٹر وے کا کیا فائدہ، سندھ میں تو آپ نے یہ پراجیکٹ کیا ہی نہیں۔ سندھ میں جب ہم نے موٹر وے پراجیکٹ شروع کیا تو انہوں نے پھر کہا کہ جی موٹر وے کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ یہ politics of negativism ہے۔ اس کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ بنیادی مسئلہ اس وقت یہ ہے کہ Sindh has been held hostage too long to the politics of blackmail,'bhattas' and body bags. اس سیاست کا ہم نے خاتمہ کیا۔ سندھ کو ایک سندھ کارڈ کی طرح استعمال کیا گیا۔ Sorry جو یہ اتنے سالوں کی گورنمنٹ کی بات کرتے ہیں، ان کی حکومتوں نے سندھ کو کیا دیا؟ کیا contribution کی either development کی، jobs were sold, opportunities were squandered, developments بالکل zero ہو گئیں، کوئی اس قسم کا کام نہیں ہوا۔ جو شہری نمائندگی کی بات کرتے ہیں تو انہوں نے بھی کراچی کو they held hostage to terrorism ہم نے ایک qualitative transformation کی political culture کی اور اس transformation کے نتیجے میں سندھ میں آپ دیکھ لیں، میں سمجھتا ہوں کہ with fear of contradiction ہم کہہ سکتے ہیں کہ سندھ کی اس وقت جو situation ہے، کراچی کی situation ہے that is qualitatively better than what it was in the past, in the People's Party or MQM period یہ ایک بنیادی تبدیلی جو لائی گئی ہے کہ blackmail politics, bhattas, body bags کا خاتمہ کیا اور اب سندھ کارڈ جیسے کی طرح استعمال نہیں ہو سکتا۔ یہ بات کرتے ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ کا، میرے خیال میں track record is very clear, we have 12 National Assembly seats form Sindh, they have 16 تو اس میں زیادہ فرق نہیں ہے۔

جناب والا! یہ ایمرجنسی کی بات کرتے ہیں، جس ایمرجنسی کے تحت appointments ہوئی ہیں، تبدیلیاں آئی ہیں، that emergency has been validated by both Parliament and the Supreme Court اور جو بنیادی ایشو جو کچھ لوگوں نے raise کیا، وہ Octroi کا یا provincial automony کا، میں شاہ صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم سندھ کے اخبارات پڑھتے ہیں، آج کا اخبار پڑھ لیں سندھ کا "سوال" اخبار۔ اس میں Octroi پر جو ہم نے ban ختم کیا ہے، اس کو welcome کیا ہے سوال اخبار نے۔ آج کا اخبار "جاگو"، "برسات" اور "سندھ سجاگ" ان میں آرٹیکل آئے ہیں، غوث علی شاہ کی appointment کرنے کے لئے۔ میرے خیال میں سندھ کی

opinion وہ ایک اخبار نہیں ہے جو آپ پڑھ کر آتے ہیں، صرف اس اخبار کو نہ لیں، ادھر بھی لوگ سندھی اخبارات پڑھتے ہیں، خیر ترجمہ کر کے ہی پڑھتے ہیں، لیکن پڑھتے ضرور ہیں۔ یہ سارا ریکاڈ ہے۔

Provincial autonomy کی بات کرتے ہیں، and Mr. Chairman sir, you have come from a very distinguished family of Balochistan جس کی بڑی contribution ہے to provincial autonomy کیا track record ہے، 11 years of PPP's government، 1973ء میں بلوچستان میں کیا کیا؟ ہم نے وہ کام نہیں کیا کہ ہمارا ایک ممبر تھا یوسف علی خان مگسی، اس کو ہم نے majority بنا دیا۔ انہوں نے 1973ء میں ملٹری ایکشن بھی کیا، ڈنڈا بھی استعمال کیا، عطا اللہ مینگل کی گورنمنٹ dismiss بھی کی، اس کو غدار بھی بنایا اور جیل میں بھی ڈالا۔ اس کے ساتھ ساتھ فرنٹیئر کی گورنمنٹ topple کی جس کے نتیجے میں اجمل خٹک صاحب had to go in exile to save his life اور ان کی provincial government ختم کی۔ یہ 1973 سے 1975ء کا track record ہے، اس کے ساتھ ساتھ ANP کو ban بھی کیا کہ یہ غدار ہیں۔ اس قسم کی سیاست کی انہوں نے۔

اس کے بعد آ گیا دور 1988 جو بلوچستان اسمبلی میں ہوا، ظفر اللہ خان جمالی کا جب سلسلہ شروع ہوا تھا، اس کو install کرنے کی کوشش کی گئی، وہ fail ہوئی، پھر Mr. Nawab Akbar Khan Bugti took over as Chief Minister پھر ان کے آخری دور میں کیا ہوا، MNA became Adviser to the Chief Minister of the Punjab, Faisal Saleh Hayat. MPA Sherpao became Adviser to the Prime Minister based here تو اس قسم کا انہوں نے rigmarole کیا، فرنٹیئر میں صابر شاہ کی گورنمنٹ topple کروائی، پھر وٹو کی گورنمنٹ کو انہوں نے اسی طرح کیا۔ ہم نے اس قسم کی manipulative politics نہیں کیں۔ جو ہم نے کیا ہے it is done in a legal, democratic and constitutional manner. Purpose being to restore law and order and revive the political process. رضا ربانی صاحب نے quote کیا ہے کہ شجاعت حسین صاحب نے کہا revive، yes we want to revive the political process یہی demand ہے سارے democrats کی، یہی demand ہے ساری political forces کی۔ آپ خود کہتے ہیں کہ فوجی گورنر کو نکالو، bring any political person, we brought the political person

and the purpose is that Sindh should be put on the normal track. This is any extra ordinary situation which hence required extra ordinary measure because of the past ماضی میں جو کچھ ہوتا رہا ہے سندھ کا blackmail سندھ کارڈ کا استعمال ہر وقت ہوتا کہ فیڈریشن کو blackmail کرو۔ مجھے بڑا افسوس ہوا کہ بیگم نسرین جلیل نے جو statement دی about succession, Sindh is the father of modern Pakistan سندھ نے شروع کیا تھا 1938 میں، Sindh provincial assembly was the first, they started 1938 میں even before Bengal the process اس قسم کا اگر احساس محرومی ہے تو ruling class کا ہے، جن کا بھتہ ختم ہوا، جن کا blackmail ختم ہوا، جن کی politics of body bags ختم ہوئی، جن کا سندھ کارڈ ختم ہوا۔ we want to have a normal process, Syed Ghaus Ali Shah is a distinguished political personality of Sindh, who has been specially inducted under Article 93 of the Constitution. I am glad کہ رضا ربانی صاحب نے accept کیا his appointment is both legal and constitutional اور یہ extra ordinary measures لئے ہیں، in a democratic, legal and constitutional framework. We would like all the democratic forces of Sindh to cooperate in that process because Muslim League's track record in Sindh is very clear. Whether it is development, whether it is motorways, whether it is land to 'haries', whether it is jobs to the jobless and whether it is bringing people into mainstream. We would like to continue this process. I am very grateful Mr. Chairman that the entire House has participated in the debate.

One and the last point I would like to mention briefly is that on legal issues, I would not like to comment, because the case is already subjudice and let the court decide that issue. But the basic thing is that Pakistan Muslim League under Prime Minister Nawaz Sharif has ended this politics of blackmail, 'bhattas' and body bags and has also ensured that nobody can ever play the Sindh card again. Thank your sir.

(interruption)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی اجمل خان خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک، جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج ملک اور قوم کے حالات سب کے سامنے ہیں۔ ہمارے سامنے سب سے بڑا مسئلہ اسوقت ملک کو بچانا اور چلانا ہے۔ اگر واقعی یہ پورے ملک و قوم، حکومت اور اپوزیشن کے سامنے ہے تو میں اس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ یہ کہوں کہ اپنے ذاتی، گروہی یا جماعتی مفادات نہیں اور اقتدار نہیں، اگر ملک کو بچانا اور چلانا مقصود ہے تو ان مفادات کو، جن کا میں نے ذکر کیا اور اقتدار کے تقاضوں کو چھوڑ کر total understanding ہو سکتی ہے اس وقت اور میرا اندازہ ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ ملک کی دینی اور سیاسی لیڈر شپ، اس total understanding کے لئے تیار ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Now, I read the prorogation order here.

"In the exercise of the powers conferred to me under Clause 3 of the Artilce 53 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate of Pakistan, on the conclusion of the sitting of the five days, on Monday, the 2nd July, 1999.

Sd.

(Wasim Sajjad)

Chairman Senate

[The House was prorogued sine die)